قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

منگل 11 جنوری 2022ء | 07 جمادی الثانی 1443 ہجری قمری | 11 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:09

## ارشاد باری تعالیٰ

فَرَاغَ اِلٰۤی اَہۡلِہٖ فَجَآءَ بِعِجۡلٍ سَمِیۡنٍ ﴿۲۷﴾

(الذاریات:27)

ترجمہ: وہ جلدی سے اپنے گھر والوں کی طرف گیا اور ایک موٹا تازہ بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔

## فرمان خلیفہ وقت

آپؐ مہمانوں کی ظاہری مہمان نوازی کے ساتھ ان کی روحانی تربیت کی طرف بھی توجہ دیا کرتے تھے اور یہی کچھ آپؐ نے صحابہؓ کو سکھایا تھا جیسا کہ اس میں ذکر آتا ہے کہ صبح کی نماز کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لیے جگایا تو اس واقعہ پر عمل کرتے ہوئے صحابہؓ بھی اپنے مہمانوں کی مادی اور روحانی دونوں غذاؤں کا خیال رکھا کرتے تھے پھر آپؐ نے ایک وفد کی خود مہمان نوازی اپنے ہاتھوں سے کی صرف اس لئے کہ فرمایا کہ ابتدائے اسلام میں جب مجبور اور مظلوم مسلمانوں پر مکہ میں زیادتی ہو رہی تھی تو ان کے ہم قوموں نے اس وقت مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا غرض ہر موقع پر آپؐ اس تلاش میں ہوتے تھے کہ کس طرح مہمان کی خدمت کا موقع ہاتھ آئے۔

(خطبات مسرور جلد سوم خطبہ جمعہ 22 جولائی 2005ء)

## فرمان رسول ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تین باتیں آپؐ نے بیان فرمائیں کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔

(ماخوذ از صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار۔ حدیث نمبر 47)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

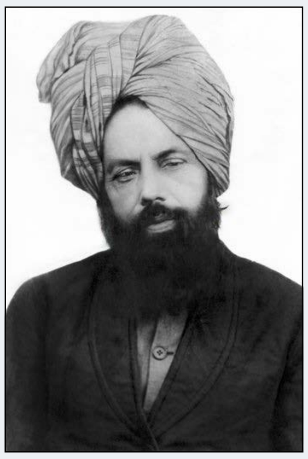

### اکرام ضیف

آپؑ نے ایک دفعہ لنگر کے انچارج کو بلا کر کہا کہ

’’دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو۔ سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 492 ایڈیشن 1988ء)

ایک دفعہ ایک ملازمہ کی طرف سے مہمانوں کو تکلیف پہنچنے پر آپؑ نے اسے فرمایا:

’’تم مہمانوں کو تکلیف دیتی ہو تمہاری اس حرکت سے مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے اس قدر تکلیف کہ اگر خدانخواستہ میرے چاروں بچے مر جاتے تو مجھے اتنی تکلیف نہ ہوتی جتنی مہمانوں کو تکلیف دینے سے پہنچی ہے۔‘‘

(ماخوذ از سیرت المہدی حصہ پنجم روایت 1322)

اس شمارہ میں

- جو راہ تجھے پسند ہے اس پر چلا مجھے (منظوم)
- کتاب تعلیم کی تیاری (قسط 27)
- وفات مسیح ناصری علیہ السلام
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

## دربارِ خلافت

# مسیح موعودؑ کو میں اُس وقت سے مانتا تھا جس زمانے میں چاند گرہن اور سورج گرہن ہوا تھا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر ایک روایت حضرت ماسٹر عبد الرؤوف صاحبؓ ولد غلام محمد صاحب کی ہے۔ ان کا سن بیعت 1898ء ہے اور اسی سال انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بھی کی۔ کہتے ہیں کہ شروع زمانے میں جبکہ میری عمر بچپن کی تھی اور اُس وقت بھیرہ ہائی سکول میں تعلیم پاتا تھا۔ اُس وقت یہ چرچا ہمارے بھیرہ میں ہوا کہ قادیان میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کہتے ہیں ہوتے ہوتے ہمارے محلے میں بھی اسی طرح خبر پہنچی کہ ایک شخص جس کا نام مرزا غلام احمد ہے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کہتے ہیں میں تو بچہ تھا اتنا علم نہ تھا۔ مگر میرا بھائی جس کا نام غلام الٰہی ہے اُس نے کتابیں پڑھ کر مرزا صاحب کی بیعت کر لی اور اُس کا نام 313 صحابہ میں درج ہے۔ (ان کا نام انجام آتھم میں جو فہرست ہے اُس میں 249 نمبر پر مستری غلام الٰہی صاحب بھیرہ کے نام سے درج ہے۔) بہرحال کہتے ہیں میرے بھائی نے اپنے گھر کے تمام آدمیوں کے نام بیعت میں لکھوا دیئے۔ اُس وقت میں بھی مرزا صاحب کی کتابیں اور اشتہار جو محلے میں آتے، پڑھا کرتا تھا اور اپنی مسجد میں بھی رات کے وقت پڑھ کر سناتا۔ گنگا بشن اور عبداللہ آتھم تو اب تک یاد ہے۔ (جو بھی اشتہار ان کے بارے میں تھے۔) بہرحال مجھے بھی مرزا صاحب کو ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ یعنی مجھے شوق پیدا ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملوں اور مَیں مغرب کی نماز کے بعد وہیں بھیرہ میں ہی ایک پُل پر بیٹھ کر دعائیں کیا کرتا تھا کہ اے الٰہی! اگر مرزا سچا ہے تو مجھے بھی قادیان پہنچا اگر جھوٹا ہے تو اسی جگہ بٹھا۔ (یعنی بھیرہ میں ہی رہوں، پھر مجھے وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔) لکھتے ہیں کہ دسویں جماعت کا امتحان میں نے راولپنڈی میں دیا (جس زمانے میں چاند گرہن اور سورج گرہن 1311ھ میں ہوا تھا۔ وہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اُس وقت میں مڈل کی جماعت میں پڑھتا تھا۔) جب میں امتحان سے سن 98ء میں (1898ء میں) فارغ ہو چکا تو میرا بھائی غلام الٰہی مجھ کو قادیان میں اپنے ہمراہ لایا۔ اُس وقت میں نے مرزا صاحب کی دستی بیعت کی۔ اُس وقت چھوٹی سی مسجد تھی۔ کچھ دن رہ کر پھر میں اپنے بھائی کے ساتھ بھیرے میں واپس چلا آیا۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب میرے بھائی کے واقف تھے۔ اس لئے انہوں نے میرے بھائی کو لکھا کہ اپنے بھائی عبد الرؤوف کو قادیان بھیج دو۔ آخر خدا کے فضل سے 1899ء میں پھر دوبارہ قادیان پہنچا اور مولوی صاحب اور حضرت صاحب کی ملاقات کی۔ مولوی صاحب کو میری تعلیم کا علم تھا۔ اور میں غریب آدمی تھا۔ (یعنی یہ پتہ تھا کہ جو اس زمانے کی تعلیم تھی اُس کے مطابق مَیں پڑھا لکھا ہوں۔ لیکن غریب آدمی بھی ہوں اس لئے مولوی صاحب نے مدرسے میں مجھے ملازمت کی جگہ دے دی جو سن 1899ء میں آٹھ روپے ماہوار پر دوم مدرس پرائمری کے عہدے پر مقرر ہوا۔ اُس وقت چھ سات جماعتیں تھیں۔ مڈل کی کلاس نہیں ہوتی تھی۔ آخر مَیں نے مدرّسی کا کام سن 1902ء تک کیا۔ اُس زمانے میں مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ تھے۔ پرائمری طلباء کو تعلیم بھی دیتا اور پانچوں نمازیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ ادا کرتا جبکہ اُس وقت مولوی عبد الکریم صاحب امامت کراتے تھے۔ پانچوں نمازوں میں حضرت صاحب کی مجلس میں بیٹھتا۔ جب گھر سے تشریف لاتے تو حضرت صاحب نماز پڑھنے سے پہلے اپنے الہامات، کشف، رؤیا اور خوابیں سناتے۔ میں بھی اُن سے حظ اُٹھاتا۔ نماز کے وقت موقع پا کر پاؤں دباتا، مٹھی چاپی کرتا۔ کچھ عرصہ تو حضرت صاحب مغرب کے وقت کھانا مسجد میں کھاتے اور میں بھی مہمانوں کے ساتھ مسجد میں کھانا کھاتا۔ حضرت صاحب کا جوٹھا وغیرہ بھی کبھی کبھی بطور تبرک کے چکھ لیتا۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت صاحب مسجد مبارک کی شاہ نشین پر بیٹھتے۔ رنگا رنگ کے کلمات الٰہیہ، کشف اور خوابیں سناتے۔ علیٰ ھذا القیاس۔ مسٹر ڈوئی، چراغ دین جمونی اور مولوی کرم دین ساکن بھیں کے متعلق الہامات اور خوابیں بھی ہوتیں۔ یہ بیان فرماتے۔ یہ تمام باتیں کتابوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ دوبارہ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ماسٹر عبد الرؤوف صاحب کے بارے میں مزید وہاں حاشیہ میں لکھا ہوا ہے کہ یہ صدر انجمن احمدیہ کے پینشنر تھے، سابق ہیڈ کلرک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ 1899ء میں یہ سکول میں آئے، 1902ء تک یہ ٹیچر رہے۔ اُس کے بعد دفتر ریویو آف ریلیجنز میں کام کیا۔ پھر چھ (1906ء) سے ستائیس سن (1927ء) تک ہائی سکول کے ہیڈ کلرک رہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود کو میں اُس وقت سے مانتا تھا جس زمانے میں چاند گرہن اور سورج گرہن ہوا تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 7 صفحہ 88-89۔ روایات حضرت ماسٹر عبد الرؤوف صاحبؓ)
(خطبہ جمعہ 19/ اکتوبر 2012ء)

# جو راہ تجھے پسند ہے اس پر چلا مجھے

کیا فائدہ علاج کا بعد از فنا مجھے
اے کاش! دردِ دل کی ملے اب دوا مجھے

اہلِ جَفا کے ظُلم سے اتنا ہوا ہوں تنگ
دوزخ کا اس جہان پر دھوکا ہوا مجھے

عِصیاں کی مَے کو پی کے ہوئی کیا نہ بیخودی
بھولا ہے کہہ کے یار سے قولِ بلیٰ مجھے

بیزار زندگی سے ہوں آئی نہیں ہے راس
اس تِیرہ خاندان کی آب و ہوا مجھے

لے چل صبا! تو دوست کے در پر کہ کر دیا
اس آسیائے چرخ نے اب سرمہ سا مجھے

اونچا ہو نہ فلک سے بھی پایہ وقار کا
سمجھے دمِ خِرام جو وہ خاکِ پا مجھے

وہ کون؟ یعنی احمد مختار کا حبیب
آتا ہے نام لینے میں جس کے مزا مجھے

پابوسی ہو نصیب تو اِکسیر میں بنوں
پڑ جائے گر نظر تو کرے کیمیا مجھے

اللہ رے چمک، وہ رُخِ نُور بار کی
مُصحف میں آ رہی ہے نظر وَ الضُّحیٰ مجھے

اے رحمتِ خدا! تو میری دستگیر ہو
حِرص و ہوا کے جال سے آ کر چُھڑا مجھے

یا ربّ! تو اپنے فضل سے بیڑے کو پار کر
کافی ہے میری کشتی کا تو ناخُدا مجھے

لُطف و کرم سے بخش دے میرے گناہ تُو
شیطان کی گرفت سے کر دے رِہا مجھے

ہے تجھ سے آشنا کی الٰہی دُعا یہی
جو رہ تجھے پسند ہے اُس پر چلا مجھے

آمین

(بخار دل صفحہ 19)

اداریہ

# کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 27

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جارہے ہیں۔

1.اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2.نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3.بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

## اللہ کے حضور ہمارے فرائض

•یہ دنیا چند روزہ ہے اور ایسا مقام ہے کہ آخر فنا ہے۔ اندر ہی اندر اس فنا کا سامان لگا ہوا ہے وہ اپنا کام کر رہا ہے مگر خبر نہیں ہوتی اس لئے خدا شناسی کی طرف قدم جلد اُٹھانا چاہئے خدا تعالیٰ کا مزا اُسے آتا ہے جو اُسے شناخت کرے اور جو اس کی طرف صدق و وفا سے قدم نہیں اُٹھا تا اس کی دُعا کُھلے طور پر قبول نہیں ہوتی۔ اور کوئی نہ کوئی حصّہ تاریکی کا اسے لگا ہی رہتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف ذرا سی حرکت کروگے تو وہ اس سے زیادہ تمہاری طرف حرکت کرے گا۔ لیکن اول تمہاری طرف سے حرکت کا ہونا ضروری ہے۔ یہ خام خیالی ہے کہ بلا حرکت کئے اس سے کسی قسم کی توقع رکھی جاوے یہ سنّت اللہ اسی طریق سے جاری ہے کہ ابتدا میں انسان سے ایک فعل صادر ہوتا ہے۔ پھر اس پر خدا تعالیٰ کا ایک فعل نتیجۃً ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ایک شخص اپنے مکان کے کُل دروازے بند کر دے گا تو یہ بند کرنا اس کا فعل ہوگا۔ خدا تعالیٰ کا فعل اس پر یہ ظاہر ہوگا کہ اس مکان میں اندھیرا ہو جاوے گا لیکن انسان کو اس کوچہ میں پڑ کر صبر سے کام لینا چاہئے

بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے سب نیکیاں کیں۔ نماز بھی پڑی۔ روزے بھی رکھے۔ صدقہ خیرات بھی دیا۔ مجاہدہ بھی کیا مگر ہمیں وصول کچھ نہیں ہوا۔ تو ایسے لوگ شقی ازلی ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی ربُوبیت پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ انہوں نے سب اعمال خدا تعالیٰ کے لئے کئے ہوتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کے لئے کوئی فعل کیا جاوے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ضائع ہو اور خدا تعالیٰ اس کا اجر اسی زندگی میں نہ دیوے۔ اسی وجہ سے اکثر لوگ شکوک و شبہات میں رہتے ہیں اور اُن کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا کوئی پتہ نہیں لگتا کہ ہے بھی کہ نہیں۔ ایک پارچہ سِلا ہوا ہو تو انسان جان لیتا ہے کہ اس کے سینے والا ضرور کوئی ہے۔ ایک گھڑی ہے وقت دیتی ہے۔ اگر جنگل میں بھی انسان کو مِل جاوے تو وہ خیال کرے گا کہ اس کا بنانے والا ضرور ہے۔ پس اسی طرح خدا تعالیٰ کے افعال کو دیکھو کہ اس نے کس کس قسم کی گھڑیاں بنا رکھی ہیں اور کیسے کیسے عجائبات قدرت ہیں ایک طرف تو اس کی ہستی کے عقلی دلائل ہیں۔ ایک طرف نشانات ہیں۔ وہ انسان کو منوا دیتے ہیں کہ ایک عظیم الشان قدرتوں والا خدا موجود ہے وہ پہلے اپنے برگزیدہ پر اپنا ارادہ ظاہر فرماتا ہے اور یہی بھاری شئے ہے جو انبیاء لاتے ہیں اور جس کا نام پیشگوئی ہے۔ ایک انسان کاغذ کا کبوتر بنا کر دکھلاوے تو اس کی نظیر دوسرے بھی کر کے دکھا دیتے ہیں اور اُسے اعجاز میں شمار نہیں کیا جاتا۔ مگر پیشگوئی کا میدان وسیع ہے۔ اس کی نظیر پیدا کرنا انسان کا کام نہیں۔ ہزار ہزار برس پیشتر اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو اپنے ارادہ سے اطلاع دے دیتا ہے اور پھر وہ بات اپنے وقت پر پوری ہو کر رہتی ہے۔

(ملفوظات جلد 6، صفحہ 229 - 231، ایڈیشن 1984ء )

•ضروری بات خدا شناسی ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور جزا سزا پر پکّا ایمان ہو۔ اسی کی کمی سے دنیا میں فسق و فجور ہو رہا ہے لوگوں کی توجہ دنیا کی طرف اور گناہوں کی طرف بہت ہے۔ دن اور رات یہی فکر ہے کہ کسی طرح دنیا میں دولت، وجاہت عزت ملے۔ جس قدر کوشش ہے خواہ کسی پیرایہ میں ہی ہو مگر وہ دنیا کے لئے ہے خدا تعالیٰ کے لئے ہرگز نہیں۔ دین کا اصل لُب اور خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو مگر اب مولوی وعظ کرتے ہیں تو ان کے وعظ کی بھی علّت غائی یہ ہوتی ہے کہ اسے چار پیسے مِل جاویں جیسے ایک چور باریک در باریک حیلے چوری کے لئے کرتا ہے ویسے ہی یہ لوگ کرتے ہیں ایسی حالت میں بجُز اس کے کہ عذابِ الٰہی نازل ہو اور کیا ہوسکتا ہے۔

(ملفوظات جلد 6، صفحہ 305 - 306، ایڈیشن 1984ء )

## نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

•غرض بات یہی ہے کہ خدا یابی اور خدا شناسی کے لئے ضروری امر یہی ہے کہ انسان دعاؤں میں لگا رہے۔ زنانہ حالت اور بُزدلی سے کچھ نہیں ہوتا۔ اس راہ میں مردانہ قدم اُٹھانا چاہئے ہر قسم کی تکلیفوں کے برداشت کرنے کو تیار ہونا چاہیئے خدا تعالیٰ کو مقدم کر لے اور گھبرائے نہیں۔ پھر امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری کرے گا اور اطمینان عطا فرمائے گا۔ ان باتوں کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان تزکیہ نفس کرے جیسا فرمایا ہے

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰھَا

(الشّمس:10)

...میں اسی لئے تو کہتا ہوں کہ صبر کرنا چاہئے اور اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے خواہ دل چاہے یا نہ چاہے۔ کشاں کشاں مسجد میں لے آؤ۔ کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ میں نماز پڑھتا ہو مگر وساوس رہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ تو نے ایک حصہ پر تو قبضہ کرلیا۔ دوسرا بھی حاصل ہو جائے گا۔ نماز پڑھنا بھی تو ایک فعل ہے اس پر مداومت کرنے سے دوسرا بھی انشاء اللہ مل جائے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ ایک فعل انسان کا ہوتا ہے اس پر نتیجہ مرتب کرنا ایک دوسرا فعل ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ سعی کرنا، مجاہدہ کرنا یہ تو انسان کا اپنا فعل ہے۔ اس پر پاک کرنا، استقامت بخشنا یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ بھلا جو شخص جلدی کرے گا کیا اس طریق پر وہ جلد کامیاب ہو جائے گا؟ یہ جلد بازی انسان کو خراب کرتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ دنیا کے کاموں میں بھی اتنی جلدی کوئی امر نتیجہ خیز نہیں ہوتا۔ آخر اس پر کوئی وقت اور میعاد گذرتی ہے۔ زمیندار بیج بو کر ایک عرصہ تک صبر کے ساتھ اس کا انتظار کرتا ہے۔ بچّہ بھی نو مہینے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ پہلی ہی خلوت کے بعد بچہ پیدا ہو جاوے تو لوگ اسے بیوقوف کہیں گے یا نہیں؟ پھر جب دنیوی امور میں قانون قدرت کو اس طرح دیکھتے ہو تو یہ کیسی غلطی اور نادانی ہے کہ دینی امور میں انسان بلا محنت و مشقت کے کامیاب ہو جاوے۔ جس قدر اولیاء، ابدال، مرسل ہوئے ہیں انہوں نے کبھی گھبراہٹ اور بزدلی اور بے صبری ظاہر نہیں کی۔ وہ جس طریق پر چلے ہیں اسی راہ کو اختیار کرو اگر کچھ پانا ہے۔ بغیر اس راہ کے تو کچھ مل نہیں سکتا۔ اور میں یقیناً کہتا ہوں۔ اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کو اطمینان جب نصیب ہوا ہے تو اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:61) پر عمل کرنے سے ہی ہوا ہے۔ مجاہدات عجیب اکسیر ہیں۔ سیّد عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے مجاہدات کئے۔ ہندوستان میں جو اکابر گزرے ہیں جیسے معین الدین چشتی اور فرید الدین رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اُن کے حالات پڑھو تو معلوم ہو کہ کیسے کیسے مجاہدات ان کو کرنے پڑے ہیں۔ مجاہدہ کے بغیر حقیقت کُھلتی نہیں۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فقیر کے پاس گئے اور اس نے توجہ کی تو قلب جاری ہو گیا یہ کچھ بات نہیں۔ ایسے ہندو فقراء کے پاس بھی جاری ہوتے ہیں۔ توجہ کچھ چیز نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ساتھ تزکیہ نفس کی کوئی شرط نہیں ہے۔ نہ اس میں کفرو اسلام کا کوئی امتیاز ہے۔ انگریزوں نے اس فن میں آج کل وہ کمال کیا ہے کہ کوئی دوسرا کیا کرے گا۔ میرے نزدیک یہ بدعات اور محدثات ہیں۔

شریعت کی اصل غرض تزکیہ نفس ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام اسی مقصد کو لے کر آتے ہیں۔ اور وہ اپنے نمونہ اور اُسوہ سے اس راہ کا پتہ دیتے ہیں جو تزکیہ کی حقیقی راہ ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا ہو اور شرح صدر حاصل ہو۔ میں بھی اسی منہاج نبوت پر آیا ہوں۔ پس اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ میں کسی ٹوٹکے سے قلب جاری کرسکتا ہوں تو یہ غلط ہے۔ میں تو اپنی جماعت کو اسی راہ پر لے جانا چاہتا ہوں جو ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی راہ ہے جو خدا تعالیٰ کی وحی کے ماتحت تیار ہوئی ہے۔ پس اَور راہ وغیرہ کا ذکر ہماری کتابوں میں آپ نہ پائیں گے اور نہ اس کی ہم تعلیم دیتے ہیں اور نہ ضرورت سمجھتے ہیں۔ ہم تو یہی بتاتے ہیں کہ نمازیں سنوار سنوار کر پڑھو اور دعاؤں میں لگے رہو۔

(ملفوظات جلد 7، صفحہ 314 - 316، ایڈیشن 1984ء )

•دنیا میں جس قدر مشورے نفس پرستی اور شہوت پرستی وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ اُن سب کا ماخذ نفس امّارہ ہی ہے لیکن اگر انسان کوشِش کرے تو اسی امّارہ سے پھر وہ لوّامہ بن جاتا ہے کیونکہ کوشِش میں ایک برکت ہوتی ہے اور اس سے بھی بہت کچھ تغیرات ہو جاتے ہیں۔ پہلوانوں کو دیکھو کہ وہ ورزش اور محنت سے بدن کو کیا کچھ بنا لیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ محنت اور کوشِش سے نفس کی اصلاح نہ ہو سکے۔ نفس امّارہ کی مثال آگ کی ہے جو کہ مشتعل ہو کر ایک جوش طبیعت میں پیدا کرتا ہے جس سے انسان حدّ اعتدال سے گذر جاتا ہے لیکن جیسے پانی

آگ سے گرم ہو کر آگ کی مثال تو ہو جاتا ہے اور جو کام آگ سے لیتے ہیں وہ اس سے بھی لے لیتے ہیں مگر جب اسی پانی کو آگ کے اُوپر گرایا جائے تو وہ اس آگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ ذاتی صفت اس کی آگ کو بجھانا ہے۔ وہ وہی رہے گی۔ ایسے ہی اگر انسان کی رُوح نفس امارہ کی آگ سے خواہ کتنی ہی گرم کیوں نہ ہو مگر جب وہ نفس سے مقابلہ کرے گی اور اس کے اُوپر گرے گی تو اسے مغلوب کر کے چھوڑے گی۔ بات صرف اتنی ہے کہ خدا تعالیٰ کو ہر ایک بات پر قادرِ مطلق جانا جاوے اور کسی قسم کی بدظنی اس پر نہ کی جاوے۔ جو بدظنی کرتا ہے وہی کافر ہوتا ہے۔مومن کی صفات میں سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو غایت درجہ قادر جانے۔بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بہت نیکیاں کرنے سے انسان ولی بنتا ہے۔ یہ نادانی ہے۔مومن کو تو خدا تعالیٰ نے اول ہی ولی بنایا ہے جیسے کہ فرمایا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا (البقرہ:258)۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ہزاروں عجائبات ہیں اور انہیں پر کھلتے ہیں جو دل کے دروازے کھول کر رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بخیل نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص مکان کا دروازہ خود ہی نہیں کھولتا تو پھر روشنی کیسے اندر آوے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریگا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کیطرف رجوع کریگا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جہاں تک بس چل سکے وہ اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرے۔ پھر جب اس کی کوشش اس کے اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچے گی تو وہ خدا تعالیٰ کے نور کو دیکھ لے گا۔ وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70)۔ میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ جو حق کوشش کا اس کے ذمہ ہے اسے بجالائے۔ یہ نہ کرے کہ اگر پانی ۲۰ ہاتھ نیچے کھودنے سے نکلتا ہے تو وہ صرف دو ہاتھ کھود کر ہمت ہار دے۔ ہر ایک کام میں کامیابی کی یہی جڑ ہے کہ ہمت نہ ہارے۔ پھر اس امت کے لئے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی پورے طور سے دعا و تزکیہ نفس سے کام لے گا تو سب وعدے قرآن شریف کے اس کے ساتھ پورے ہو کر رہیں گے۔ ہاں جو خلاف کرے گا وہ محروم رہے گا کیونکہ اس کی ذات غیور ہے۔ اس نے اپنی طرف آنے کی راہ ضرور رکھی ہے لیکن اس کے دروازے تنگ بنائے ہیں۔ پہنچتا وہی ہے جو تلخیوں کا شربت پی لیوے۔ لوگ دُنیا کی فکر میں درد برداشت کرتے ہیں حتّٰی کہ بعض اسی میں ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے ایک کانٹے کی درد بھی برداشت کرنا پسند نہیں کرتے جب تک اس کی طرف سے صدق اور صبر اور وفاداری کے آثار ظاہر نہ ہوں تو اُدھر سے رحمت کے آثار کیسے ظاہر ہوں۔ ابراہیم علیہ السّلام نے صدق دکھلایا تو اُن کو ابوالانبیاء بنا دیا۔ میرے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ دن بہت سخت ہیں اور کسی نے اب تک نہیں سمجھا تو آئندہ سمجھ لیوے۔ مجھے الہام ہوا تھا

عَفَتِ الدِّیَارُ مَحَلُّھَا وَ مَقَامُھَا

یہ ایک خطرناک کلمہ ہے جس میں طاعون کی خبر دی گئی ہے کہ انسان کے لئے کوئی مفر اور کوئی جائے پناہ نہ رہے گی۔ اس لئے میں تم سب کو گواہ رکھتا ہوں کہ اگر کوئی سچی تبدیلی نہ کرے گا تو وہ ہرگز اس لائق نہ ہو گا کہ مجھ کو دُعا کے لئے لکھے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے بتلائے ہوئے صراطِ مستقیم پر چلیں گے وہی محفوظ رہیں گے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ایسے ہی لوگوں کی حفاظت کا ہے جو سچی تبدیلی اپنے اندر کرتے ہیں۔مطلق بیعت انسان کے کیا کام آ سکتی ہے۔ پورا نسخہ جب تک نہ پیئے تو مریض کو فائدہ نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے پُوری تبدیلی کرنی چاہئے جہانتک ہو سکے دعا کرو اور اللہ تعالیٰ سے کہو کہ وہ تم کو ہر ایک قسم کی توفیق عطا کرے۔

(ملفوظات جلد 7، صفحہ 290 - 292، ایڈیشن 1984ء)

## بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

• اس وقت ہر ایک نفس کو چاہیئے کہ اپنے نفس، اپنے بیوی بچوں اور دوستوں پر رحم کرے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والوں پر اپنا فضل کر دیتا ہے اور یہ عذاب ٹل سکتا ہے۔ پس چاہیئے کہ ہر شخص کوشش کرے اور سچی توبہ اور پاک تبدیلی کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگے۔

(ملفوظات جلد 7، صفحہ 158، ایڈیشن 1984ء)

• عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ”فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔“

اور فرمایا:

”ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا اور درحقیقت یہ ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔“

ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بدزبانی کا ذکر ہوا اور شکایت ہوئی کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔حضورؑ اس بات سے بہت کبیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا:

”ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے“

حضور بہت دیر تک معاشرتِ نسواں کے بارہ میں گفتگو فرماتے رہے اور آخر پر فرمایا:

”میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور باایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد مَیں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔“

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ محمود چار ایک برس کا تھا۔حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے اور مسودات لکھے ہوئے سارے رکھے تھے۔ میاں محمود دیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسودات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے۔ اور حضرت لکھنے میں مصروف ہیں۔ سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔حضرت کو کسی عبارت کا سیاق ملانے کے لئے گزشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ اِس سے پوچھتے ہیں۔ خاموش۔ اُس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے۔ آخر ایک بچہ بول اُٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے۔ عورتیں بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدنداں کہ اب کیا ہو گا حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں:

”خوب ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہو گی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔“

اسی طرح ایک دفعہ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ سے ایک مضمون حضرت مسیح موعودؑ کا گم ہو گیا۔جس کی تلاش میں انہیں بڑی تشویش ہوئی۔ جب حضرتؑ کو خبر ملی، تو حضورؑ نے آ کر مولوی صاحب سے بڑا عذر کیا کہ کاغذ کے گم ہو جانے سے انہیں بڑی تشویش ہوئی۔ پھر فرمایا:

”مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اس قدر دوا دوش اور تگا پو کیوں کیا گیا۔ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی بہتر ہمیں عطا فرمائے گا۔“

(ملفوظات جلد 1، صفحہ 418 - 419، ایڈیشن 2016ء)

(فضل عمر شاہد و خاقان احمد صائم۔لٹویا)

## آج کی دعا

سُبۡحَانَکَ رَبَّنَا وَبِحَمۡدِکَ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ

(صحیح بخاری کِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ حدیث:4967)

ترجمہ: پاک ہے تیری ذات اے اللہ! اے ہمارے رب! اور تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ اے اللہ میری مغفرت فرما دے۔

یہ سید ومولیٰ، رحمۃ للعالمین، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ ایزدی میں تسبیح وبخشش کی دعا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آیت اذا جاءنصر اللہ یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی، جب سے نازل ہوئی تھی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس میں فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ کے بعد آپ نے یہ دعا نہ پڑھی ہو۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

ابو الکوثر۔ فرانس

# وفات مسیح ناصری علیہ السلام

حضرت آدمؑ کو خلافت عطاء ہونے سے بنی نوع انسان کی روحانی تربیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کی منازل طے کرتے کرتے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ تو آپ پر نوع انسان کی راہنمائی کے لئے قرآن کریم نازل ہوا۔ اس مقدس کتاب میں خدا تعالیٰ نے اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ کا اعلان فرمایا۔ اسلام مکمل دین اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کامل نبی اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اب کوئی نیا دین نہیں آئے گا۔ لیکن ان اعزازات میں یہ تو کوئی گارنٹی نہیں دی گئی کہ تمام مسلمان بھی قیامت تک راہ ہدایت پر اسی طرح قائم رہیں گے جس طرح اصحاب رسولؐ قائم تھے۔ بلکہ اس کے برعکس مسلمانوں کے بگڑنے، فرقوں میں تقسیم ہونے اور ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونے کی خبریں بھی دی گئیں تھیں۔ ہاں! چونکہ اسلام خدا کا پسندیدہ دین ہے۔ اس لئے مسلمان قوم کی اصلاح کے لئے ایک طرف ہر صدی کے سر پر مجدد کھڑے کرنے اور آخری زمانہ میں جب دجال اور یا جوج ماجوج کے فتنہ کی خبر دی گئی تو اس کے مقابل پر خدائے ذوالجلال کی طرف سے دین اسلام کی تائید و نصرت کے لئے امام مہدی اور ایک مسیح کے آنے کی خوشخبریاں بھی سنائی گئیں تھیں۔

ستم کی بات ہے کہ قرونِ وسطی میں جب مختلف اقوام فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئیں تو وہ اپنے پراگندہ عقائد اور خیالات بھی ساتھ لے آئے۔ انہی میں کثرت کے ساتھ آنے والے عیسائی عقیدہ کو بھی عام سادہ مسلمانوں تک خوب رسائی ملی۔ قرآن کریم پر غور وفکر کی عادت نہ رہی تھی۔ بلکہ صورت حال وہی تھی کہ وہ قرآن کی تلاوت تو خوب کریں گے۔ لیکن قرآن میں دی گئی تعلیم اور روشنی انکے گلے سے اتر کر انکے دلوں کو منور نہ کرے گی۔ چنانچہ عیسائیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تراشے ہوئے غلط عقائد کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دینا چاہا تو خدا نے اس صلیب سے بچانے کے لئے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھالیا اور اب تک وہاں زندہ موجود ہیں اور یہ کہ اب آخری زمانہ میں جس مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے وہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہیں۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ اب سائنس کا دور ہے اور سائنسدان آسمان کی تحقیق میں دن رات لگے ہوئے ہیں۔ یہ سائنسدان آسمان کا جو نقشہ بتاتے ہیں۔ اس نقشے میں تو ہمیں کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آتی جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو ہزار سال سے رہ رہے ہوں۔ یا جہاں کوئی انسان بھی اپنی زمینی خوراک کے بغیر چند منٹ بھی زندہ رہ سکے۔ اگر کوئی کہے کہ خدا قادر ہے۔ تو میرے بھائی ہم تو خدا کی قدرت سے ہرگز انکاری نہیں ہیں۔ آپ یا عیسائی قوم خدا کی قدرت کو نہیں مانتے۔ کیونکہ ہمارا تو یقین ہے کہ وہ خدائے قادر جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر کے سخت محاصرہ سے نکال لایا اور غارِ ثور میں دشمن کو جھانک کر غار میں دیکھنے کی اجازت نہ دی۔ قوم یہود اُس خدا سے ہرگز طاقت ور نہ تھی کہ اسے اپنے بندے کو ان کے ہاتھوں سے بچانے کی طاقت نہ تھی۔ اس لئے وہ اپنے بندے کو اٹھا کر آسمان پر لے گیا۔ یہاں میں اپنے سب مسلمان بھائیوں اور عیسائی صاحبان سے گذارش کرتا ہوں کہ دنیا کی حالت بگڑ چکی ہے۔ اجرامِ فلکی پر کام کرنے والے سائنس دانوں سے درخواست کریں کہ وہ مریخ اور زحل وغیرہ پر کام کے ساتھ ہمارے عیسیٰ کا بھی کسی جگہ سراغ لگائیں اور ان کی خدمت میں درخواست کریں کہ دنیا بگڑ چکی ہے وہ آئیں اور آکر اپنی دنیا کو سنبھالیں۔

لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ کیونکہ مسیح کے نام سے جس نے آنا تھا وہ تو آچکا اور اس نے گزرے ہوئے مسیح عیسیٰ ابن مریم کی وفات کا اعلان کر کے یہ بھی بتا دیا کہ خدائے قادر نے اپنی قادرانہ تجلی سے اپنے مسیح کو یہودیوں کے ہاتھوں قتل ہونے یا صلیب پر مارے جانے سے بچالیا تھا۔ وہ اپنی طبعی عمر پا کر اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔ اور انکی قبر آج بھی سری نگر کشمیر محلہ خان یار میں موجود ہے۔ آپؑ نے بتایا کہ قرآن پر غور کرو۔ قرآن کریم کی ایک نہیں دو نہیں تیس آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کر رہی ہیں۔ اگر کہو کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آخری زمانہ میں مسیح ابن مریم کے آنے کی خبر دی ہے۔ تو میرے بھائیو! سن لو کہ اسی پیارے نبی حضرت اقدس خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فیصلہ کن ارشاد ہے۔ کہ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الاتباعی ’’اگر موسیٰ اور حضرت عیسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔‘‘

(کنزالعمال جلد 4 صفحہ 120 حج الکرامہ صفحہ 428، تفسیر جامع البیان للطبری جلد 3 صفحہ 164)

ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کا اس طرح ذکر ہے۔ لو کان عیسیٰ حیًا لما وسعہ الاتباعی ’’اگر عیسی علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے بغیر چارہ نہ تھا۔

ایک مرتبہ اپنے کچھ غیر از جماعت مسلمانوں کے ساتھ بات ہو رہی تھی۔ اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور آسمان پر زندہ موجودگی نیز آخری زمانہ میں اس دنیا میں واپس آکر اصلاح خلق کا کام سرانجام دینے پر پختگی سے قائم اور مصر تھے۔ خاکسار نے اس کے سامنے سورۃ الانبیاء کی یہ آیت رکھی جس میں اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا جَعَلۡنَا لِبَشَرٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ الۡخُلۡدَ ؕ اَفَا۠ئِنۡ مِّتَّ فَہُمُ الۡخٰلِدُوۡنَ۔ یعنی ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کو غیر معمولی لمبی زندگی نہیں دی۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ تو فوت ہو جائے اور کوئی دوسرا زندہ رہے۔ یہاں ہمارے پیارے مولیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مخاطب کر کے جو بات کی ہے۔ وہی بات ہر محبت کرنے والے دل کی ترجمان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس بات کو اپنی طرف سے یوں تحریر فرمایا ہے۔

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

سورۃ الانبیاء کی مندرجہ بالا آیات سن کر ان دوستوں پر سکتہ طاری ہوگیا۔ اور چند منٹ کی خاموشی کے بعد انہوں نے کہا کہ بات سمجھ میں آگئی ہے۔ بات دراصل یہی ہے کہ آجکل مسلمانوں میں عوام الناس کیا بہت سے پڑھے لکھے لوگ بھی قرآن کو سمجھنا تو درکنار تلاوت تک نہیں کرتے۔

اگر قرآن کریم کی طرف توجہ ہو تو سورۃ المائدہ میں درج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خدا کے ساتھ مکالمہ ہی بات کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ جس میں ہمارے خدا نے جو علام الغیوب ہے بتایا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ عیسیٰؑ سے سوال کرے گا۔ ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِیۡ وَاُمِّیَ اِلٰہَیۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ۔ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے علاوہ مجھے اور میری والدہ کو بھی معبود بنا لو تو حضرت عیسیٰ عرض کریں گے۔ مَا قُلۡتُ لَہُمۡ اِلَّا مَاۤ اَمَرۡتَنِیۡ بِہٖ۔ نہیں میرے مولیٰ میں نے تو ان کو وہی کچھ کہا تھا اور وہی تعلیم دی تھی جو تیرا حکم تھا۔ تَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِیۡ وَلَاۤ اَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِکَ۔ میرے اللہ تُو تو میرے دل کے راز بھی جانتا ہے۔ لیکن میں تیرے دل کی بھید نہیں جانتا۔ اگر میں نے کوئی ایسی بات کی ہوتی تو تُو جانتا ہے۔ کُنۡتُ عَلَیۡہِمۡ شَہِیۡدًا مَّا دُمۡتُ فِیۡہِمۡ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ عَلَیۡہِمۡ

(المائدہ: 118)

میں جب تک ان میں تھا ان کا نگران تھا۔ لیکن جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی ان کا نگران تھا۔

اس آیت کریمہ پر سرسری نظر سے چند منٹ بھی غور کریں۔ تو ساری بات روشن ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے آخری زمانہ میں بعثت کی اغراض میں ایک غرض صلیب کو توڑنا بھی مذکور ہے۔ اب اگر وہی عیسیٰ نے آنا تھا تو یہاں جو جواب مذکور ہے۔ اُن کا جواب اس کے بہت مختلف ہونا چاہئے تھا۔ کہ اے خداوند بزرگ و برتر یہ درست ہے۔ کہ میری قوم گمراہ ہوگئی تھی۔ اور انہوں نے مجھے اور میری والدہ کو بھی معبود بنالیا تھا۔ لیکن میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھے دوبارہ بھجوایا تو میں نے ان کی مکمل اصلاح کر دی۔ اور ان کی تمام صلیبیں توڑ دی ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانان عالم کو مخاطب کر کے فرمایا۔

’’خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی۔ سو اس سے فائدہ کیسا کہ برخلاف تعلیم قرآن اس کو زندہ سمجھا جائے اس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو۔‘‘

(کشتی نوح صفحہ 15)

حکم عدل مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کے اس فیصلہ کے پیچھے عیسائی پادریوں کی وہ یلغار ہے۔ جو وہ مسلمانوں کے عقیدہ حیات مسیح کی وجہ سے مسلسل اسلام کے خلاف اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کر رہے تھے۔ اور عام مسلمان سادہ مسلمان کیا بڑے بڑے علماء اپنے غلط عقیدہ کی وجہ سے ان کے آگے ہتھیار ڈال رہے تھے۔ عیسائی گرجا نے ہزار ہا واعظ دنیا میں پھیلا دیئے تھے۔ خونخوار پادری نہتے اور بے بس مسلمانوں پر یہ کہتے ہوئے ٹوٹ پڑے کہ آپ کو خداوند یسوع مسیح کلمۃ اللہ اور حضرت محمد بن عبداللہ میں سے ایک کو پسند کرنا ہے دیگر تمام انبیاء وفات پا گئے لیکن قرآن بتاتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح کو زندہ ہی آسمان پر اٹھایا لیا گیا۔ اور مسلمان مسیحیوں کے ساتھ متفق ہو کر اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ آسمان پر زندہ ہے۔ قریش نے حضرت محمدؐ سے آسمان پر چڑھ جانے کا معجزہ طلب کیا تھا۔ اس کے جواب میں حضرت محمدؐ کو یہ کہنے کا حکم ملا۔ کہ آپ محض انسان تھے اس لئے انکا مطلوبہ معجزہ دکھانے سے قاصر تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ کوئی معجزہ نہ دکھا سکے۔ یہاں تک کہ وفات پا گئے۔ اور مدینہ میں انکی قبر موجود ہے۔ ہاں وہاں مدینہ میں ایک قبر خالی ہے جس کو مسلمان ہمارے خداوند

بقیہ صفحہ 9 پر

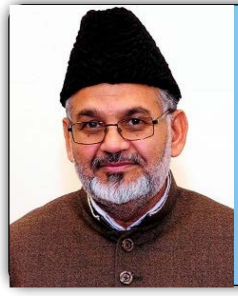

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

# تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

## ذاتی تجربات کی روشنی میں (قسط 31)

تسلسل کے لئے دیکھیں الفضل آن لائن قسط 30/ 7 جولائی 2021ء

**انڈیا پوسٹ** نے 2 فروری 2007ء صفحہ 25 پر ہماری یہ خبر

Ahmadiyya delegates meet new Police Chief.

**احمدیہ وفد نئے چیف پولیس سے ملتا ہے**

اخبار نے ایک تصویر کے ساتھ یہ خبر شائع کی ہے۔ پہلے تصویر ہے پھر خبر۔تصویر کے نیچے لکھا ہے بائیں سے دائیں۔ جمیل محمد، ڈاکٹر طاہر خان، سٹین سٹیوارٹ (چیف پولیس) امام شمشاد اور مونس چوہدری۔

اخبار لکھتا ہے۔ چینو (کیلیفورنیا) کہ جماعت احمدیہ وفد نے جو کہ مسجد بیت الحمید آف چینو سے تعلق رکھتا ہے۔ چینو کے نئے چیف پولیس سے ان کے دفتر میں خیرسگالی کا وزٹ کیا جس کی قیادت امام سید شمشاد ناصر کر رہے تھے اور وفد میں ڈاکٹر طاہر خان، جمیل محمد اور مونس چوہدری شامل تھے۔ وفد نے مسٹر سٹیوارٹ کو چیف پولیس کے عہدہ کی تعیناتی پر انہیں مبارک باد دی اور انہیں جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ امام شمشاد نے چیف پولیس کو دو کتب بھی تحفہ دیں۔ ایک تو ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' دوسرے ''اسلام عصر حاضر کے مسائل کا حل''۔

امام شمشاد نے چیف پولیس کو یقین دہانی کرائی کہ انہیں ہماری جماعت کی طرف سے ہر قسم کا تعاون میسر رہے گا نیز یہ کہ ہماری خدمات بھی پولیس کے محکمہ کے لئے ہر وقت انہیں حاصل رہیں گی۔ پولیس چیف نے وفد کا استقبال بھی کیا اور انہیں لٹریچر پیش کئے جانے پر وفد کا شکریہ بھی ادا کیا۔ جس سے انہیں اسلام کے بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملے گی۔

**الاخبار** نے اپنی انگریزی سیکشن کی 31 جنوری 2007ء کی اشاعت میں ہمارے احمدیہ وفد کی نئے چیف آف پولیس سے ملاقات کی خبر دی ہے۔ خبر کے ساتھ تصویر بھی ہے۔ جس میں سب کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں۔ (مسٹر جمیل محمد، ڈاکٹر طاہر خاں، مسٹر سٹین سٹیورٹ، امام شمشاد ناصر اور مونس چوہدری)

اخبار نے لکھا کہ گزشتہ ہفتہ جماعت احمدیہ کے وفد نے چینو میں متعین نئے پولیس چیف سے ملاقات کی اور انہیں دو کتب (اسلامی اصول کی فلاسفی، اسلام عصر حاضر کا مسائل) پیش کیں۔ نیز وفد نے انہیں ہر قسم کے تعاون اور سروسز کا یقین دلایا۔ جس چیف نے وفد کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور کتب کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے پڑھنے سے جماعت احمدیہ اور اسلام کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

**چینو ویلی نیوز** نے اپنی 3 فروری 2007ء صفحہ B-3 پر ''مذہب کے تحت'' ہماری یہ خبر دی

Ahmadiyya Muslim Community health Fair

**جماعت احمدیہ کا صحت کے بارے میں معلوماتی سیمینار**

اخبار نے لکھا کہ لوکل علاقہ کے لئے مسجد بیت الحمید جو کہ 11941 رامونا ایونیو پر واقع ہے میں ایک صحت سے متعلق سیمینار ہو رہا ہے جہاں پر مختلف بیماریوں کے بارے میں معلوماتی اور تحقیقاتی امور بیان کئے جائیں گے جیسے کہ شوگر کی بیماری ہے۔ موٹاپے کی بیماری، کولیسٹرول اور صفائی وغیرہ کے بارہ میں۔ اس کے علاوہ بلڈ شوگر، بلڈ پریشر اور عمومی صحت کے بارے میں ڈاکٹرز کی ٹیم چیک اپ بھی کرے گی۔ یہ سیمینار سب کے لئے بلاامتیاز ہے۔ رابطہ کے لئے فون نمبر بھی دیا گیا ہے۔

یہی خبر علاقہ کے ایک اور **اخبار چینو ہلز چیمپئن** نے بھی اپنی اشاعت 9-3 فروری 2007ء صفحہ B-3 دی ہے۔

**ہفت روزہ پاکستان ٹائمز** نے اپنی اشاعت 8 فروری 2007ء صفحہ 13 پر 3 تصاویر کے ساتھ ایک خبر دی ہے۔ خبر کا عنوان ہے۔

''سچا مذہب وحدت قائم کرتا ہے۔'' کے موضوع پر سانڈیا گو میں بین المذاہب میٹنگ کا انعقاد، مسجد بیت الحمید کے امام سید شمشاد احمد ناصر نے اسلام کا موقف پیش کیا۔

اخبار لکھتا ہے گزشتہ دنوں سانڈیا گو کیلیفورنیا میں ایک بین المذاہب میٹنگ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں دو سو سے زائد افراد نے شرکت کی۔ اس تقریب میں شرکت کے لئے کئی لوگ سینکڑوں میل کا سفر کر کے آئے تھے۔ اس تقریب میں اتحاد کے لئے دعائیں کی گئیں اور بچے قطار در قطار عالمی مذاہب کے آسمانی صحائف اٹھائے سامعین کے سامنے پیش ہوئے اور یوں ان صحائف کی عزت افزائی کا مظاہرہ کیا۔ مختلف مذاہب کے مقررین نے اپنے اپنے مذہب کی نمائندگی میں تقاریر کیں۔ اس موقعہ پر اسلام کی نمائندگی مسجد بیت الحمید کے امام سید شمشاد احمد ناصر نے کی۔

مختلف مقررین جو کہ ہندو، سکھ، یہودیت، بدھ مت، نئی سوچ، عیسائیت، بہائی اور اسلام کی نمائندگی میں آئے تھے کو بولنے کے لئے پانچ پانچ منٹ دیئے گئے تھے۔ سب کے بولنے کے لئے ایک ہی موضوع تھا۔ ''سچا مذہب ہی وحدت قائم کرتا ہے۔''

اخبار نے لکھا کہ کئی مقررین کے لئے وقت اور موضوع دونوں ہی ایک امتحان ثابت ہوئے اور دوگنے تگنے وقت کے استعمال کے باوجود علمی رنگ نہ پیدا ہوسکا جو سامعین کے لئے مفید ہوتا۔ لہٰذا زیادہ زور حوصلہ افزائی پر ہی رہا۔ تمام مقررین کی طرف سے وحدت، باہم مفاہمت اور امن کے لئے دلوں کو پگھلانے والی اپیلیں کی گئیں۔ مگر صرف چند مقررین نے اس موضوع پر الہامی نصائح پیش کیں۔ سب سے بہتر صاف گوئی اور سیدھی بات کرنے کا مظاہرہ عیسائیت کے مقرر جناب گلین لارسن نے کیا۔

انہوں نے کہا کہ بطور پادری اور عالمی ادیان کے استاد ہونے کے، تمام عیسائیت کی نمائندگی میں بولنا ایک ناممکن بات ہے اور تاریخ کی روشنی میں عیسائیت کی تنگ نظری اور تعصب کی مثالیں بھی خوب واضح ہیں، انہوں نے کہا کہ وہ عیسائیوں کی جانب سے عیسائیت کی تمام زیادتیوں کی معافی چاہتے ہیں اور اس بات کے شکرگزار ہیں کہ انہیں اس تقریب میں آ کر سب عالمی مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا۔

یہودیت کی راہبہ محترمہ نمارہ مالینو نے جن کا تعلق Temple Adat Shalom سے ہے، یہودیت کی کتاب طالمود سے دو کہانیاں بیان کیں۔ انہوں نے تورات سے تو کچھ نہ پیش کیا مگر طالمود کی کہانیوں کا انتخاب اس لئے کیا کہ مفسر کا تخلص تقریب کے موضوع سے ملتا جلتا تھا۔

اسی طرح ہندو، سکھ، بدھ مت اور دوسرے مقررین نے بھی مذہب میں امن اور بھائی چارے کی نصائح کیں اور بتایا کہ ہر مذہب کی شروعات میں یہ بات شامل تھی کہ خدا ایک ہی ہے جو پاک تعلیمات کا منبع ہے اور تمام راستے انسان کو خدا کی طرف ہی لے جاتے ہیں۔ امام سید شمشاد احمد ناصر نے جو اسلام کی نمائندگی میں شرکت کر رہے تھے، نے تاریخی حوالوں سے واضح کیا کہ اس وقت واحدانیت اور امن کی تمام تعلیمات کے تمام چشمے گدلے ہو چکے ہیں لیکن تمام سچے مذاہب وحدت کی تعلیم کی توثیق کرتے ہیں۔

جن 3 تصاویر کا اوپر ذکر کیا گیا۔ ایک تصویر میں سات مقررین دکھائے گئے ہیں جو مختلف مذاہب کی نمائندگی کر رہے تھے۔ ایک تصویر میں خاکسار سید شمشاد احمد ناصر تقریر کر رہا ہے اور سامعین ہیں۔ تیسری تصویر میں عیسائی پادری تقریر کر رہے ہیں اور سامعین دکھائے دے رہے ہیں۔

**ہفت روزہ اردو لنک** کی اشاعت 2تا8 فروری 2007ء صفحہ 6 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ''اسلام میں عورت کی عظمت و احترام اور مغربی معاشرہ'' کی اگلی قسط دو تصاویر کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ ایک تصویر خاکسار کی ہے جبکہ دوسری تصویر میں ایک ماں کو اپنے ننھے بچے کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔

اس مضمون میں خاکسار نے ''ماں کا احترام'' کے تحت اصحاب احمد سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس لکھا ہے جو کہ یہ ہے:

''مجھ کو یہ بات سن کر بہت رنج ہوا اور دل کو سخت صدمہ پہنچا کہ تم اپنی والدہ کی کچھ خدمت نہیں کرتے اور سختی سے پیش آتے ہو اور دھکے بھی دیتے ہو۔ تمہیں یاد رہے کہ یہ طریق اسلام کا نہیں ہے خدا اور اس کے رسول کے بعد والدہ کا وہ حق ہے جو اس کے برابر کوئی حق نہیں۔ خدا کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جو والدہ کو بدزبانی سے پیش آتا ہے اور اس کی خدمت نہیں کرتا اور نہ ہی اطاعت کرتا ہے وہ قطعی دوزخی ہے۔ پس تم خدا سے ڈرو موت کا اعتبار نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بے ایمان ہو کر مرو۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ بہشت ماں باپ کے قدموں کے نیچے ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص کی والدہ کو رات کے وقت پیاس لگی تھی اس کا بیٹا اس کے لئے پانی لے کر آیا اور وہ سوگئی۔ بیٹے نے مناسب نہ سمجھا کہ اپنی والدہ کو جگائے۔ تمام رات پانی لے کر اس کے پاس کھڑا رہا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی وقت جاگے اور پانی مانگے اور اس کو تکلیف ہو۔ خدا نے اس خدمت کے لئے اس کو بخش دیا۔ سو سمجھ جاؤ کہ یہ طریق تمہارا اچھا نہیں ہے اور انجام کار ایک عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے اور اپنی عورت کو بھی کہو کہ تمہاری والدہ کی خدمت کرے اور بدزبانی نہ کرے اور اگر باز نہ آوے تو اس کو طلاق دے دو۔ اگر تم میری ان نصیحتوں پر عمل نہ کرو تو میں خوف کرتا ہوں کہ عنقریب تمہاری موت کی خبر نہ سنوں۔ تم نہیں دیکھتے

کہ خدا تعالیٰ کا قہر زمین پر نازل ہے اور طاعون دنیا کو کھائے جاتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انہی بدعملی کی وجہ سے طاعون کا شکار ہو جاؤ اور اگر تم اپنے مال سے اپنی والدہ کی خدمت کرو گے تو خدا تمہیں برکت دے گا۔ یہ وہی والدہ ہے کہ جس نے دعاؤں کے ساتھ تمہیں ایک مصیبت کے ساتھ پالا تھا اور ساری دنیا سے زیادہ تم سے محبت کی۔

پس خدا اس گناہ سے درگذر نہیں کرے گا۔ جلد توبہ کرو جلد توبہ کرو۔ ورنہ عذاب نزدیک ہے اس دن پچھتاؤ گے۔ دنیا بھی جائے گی اور ایمان بھی۔ میں نے باوجود سخت کم فرصتی کے یہ خط لکھا ہے خدا تمہیں اس لعنت سے بچاوے جو نافرمانوں پر پڑتی ہے۔ اگر تمہاری والدہ بدزبان خراب ہے اور کیسا ہی بدخلقی کرتی ہے۔ خواہ کیسا ہی تمہارے نزدیک بری ہے۔ وہ سب باتیں اس کو معاف ہیں۔ کیونکہ اسکے حق ان تمام باتوں سے بڑھ کر ہیں۔"

اسی مضمون میں دوسرا عنوان یہ ہے۔ **ماں باپ کی خدمت سے قبولیت دعا**۔ اس عنوان کے تحت خاکسار نے آنحضرتؐ کی یہ حدیث مبارکہ لکھی۔ کہ آپؐ نے یہ واقعہ بیان فرمایا:

بنی اسرائیل کے 3 شخص سفر پر جا رہے تھے۔ دوران سفر مینہ برسنا شروع ہو گیا وہ تینوں ایک غار کے اندر پناہ لینے کے لئے گئے۔ اتفاقاً پہاڑ کا ایک پتھر غار کے منہ پر آ کر گرا جس سے غار کا منہ بند ہو گیا اور یہ تینوں اندر پھنس گئے، چنانچہ ان تینوں نے آپس میں صلاح کی کہ بھائی ایسا کرو تم لوگوں نے جو نیک اعمال خالصۃً للہ کئے ہوں ان کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو شاید اس سے اللہ تعالیٰ یہ مشکل آسان کر دے۔ چنانچہ تینوں میں سے ایک نے اس طرح بیان کیا کہ اے اللہ! تو جانتا ہے میرے ماں باپ دونوں بوڑھے اور ضعیف تھے اور میرے بچے بھی چھوٹے چھوٹے تھے، میں ان کی پرورش کے لئے جانوروں کو چرایا کرتا تھا، جب شام کو گھر آتا اور دودھ دوہتا تو پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا پھر اپنے بچوں کو۔ ایک دن ایسا ہوا کہ جانور چرانے بہت دور چلا گیا اور مجھے واپسی میں دیر ہو گئی اور شام تک واپس نہ آیا جب گھر پہنچا تو دیکھا کہ میرے والدین سو چکے تھے، میں نے عادت کے موافق دودھ دوہا اور صبح تک دودھ لئے ان کے سرہانے کھڑا رہا کیونکہ مجھے یہ اچھا معلوم نہ ہوا کہ ان کو نیند سے جگاؤں اور نہ میں نے یہ پسند کیا کہ پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں گو رات بھر میرے بچے میرے پاؤں کے پاس بیٹھے چلاتے رہے اور دودھ مانگتے رہے مگر میں نے نہ دینا تھا نہ دیا۔ اور صبح تک یہی حال رہا۔

خاکسار نے حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ مائیں اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کریں۔ حضرت امام بخاریؒ نے والدین کی نافرمانی کے سلسلہ میں یہ حدیث بھی درج کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی (ان کو ستانا) حرام کیا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب اسوہ حسنہ سے یہ اقتباس بھی مضمون کی زینت ہے۔ آپؓ نے فرمایا:

"پس بہترین مصور دنیا میں عورتیں ہو سکتی ہیں جن کی گود میں ان کے بچے پلتے ہیں اور جو چھوٹی عمر میں ہی ان کے قلوب پر جو تصویر اتارنا چاہیں اتار سکتی ہیں۔ پس تم محمد رسول اللہؐ کی تصویر اپنی اولاد کے دلوں پر کھینچو تا کہ جب وہ بڑے ہوں تو انہیں کسی نئی تصویر کی ضرورت محسوس نہ ہو بلکہ ان کے بڑے ہونے کے ساتھ ہی محمدؐ کی وہ تصویر بھی بڑی ہو جائے جو ان کی ماؤں نے ان کے دل پر کھینچی تھی۔"

اسی طرح ایک اور اقتباس "حوا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ" سے بھی لکھا گیا ہے۔ مضمون کے آخر میں مسجد بیت الحمید کا نام، پتہ اور جماعت کی الاسلام کی ویب سائٹ درج ہے۔

نوٹ: یہ بات درست ہے کہ اس وقت بھی معاشرہ میں خواہ وہ مغربی معاشرہ ہو یا اسلامی معاشرہ کسی جگہ بھی عورت کو اس کا صحیح مقام، عزت اور احترام نہیں دیا گیا۔ مغربی معاشرہ تو بعد کی بات ہے لیکن مسلمان کہلانے والے ممالک کا بھی یہی حال ہے۔ انہیں اسلام کی صحیح تعلیم سے بالکل آگاہی نہیں ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ مغربی معاشرہ میں جب اسلام کی پرامن تعلیم پیش کی جاتی ہے۔ اسلام نے جو حقوق عورت کے مقرر کئے ہیں ان کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔ تو فوراً سوال اٹھتا ہے کہ کس اسلامی ملک میں اس پر عمل ہو رہا ہے۔ اگر آپ مسلمان کہہ کر اس پر عمل نہیں کر سکتے یا عمل نہیں کر رہے تو ہمیں کس طرح آپ اسلام کی تعلیمات کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ ایسا کہنے میں یہ لوگ حق بجانب ہیں۔

ابھی 19 اکتوبر 2020ء کی بی بی سی اردو کی ویب سائٹ پر اسی نوعیت کی ایک تحریر (مجوبہ نوروزی) کی شائع ہوئی جس میں انہوں نے ایک افغان بچی کے حوالہ سے خواتین کے بارے میں خصوصاً جنسی استحصال کے حوالہ سے بہت سے سوالات اٹھائے ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے کچھ وضاحتیں بھی ہیں۔ لیکن افغان بچی نے جو بیان کیا ہے وہ آخر میں خلاصۃً اسلامی ممالک کی منہ بولتی تصویر ہے۔ وہ کہتی ہیں "اسلام کی حقیقی روح کے مطابق خواتین انتہائی قابل احترام ہیں۔ انہیں ملکہ جیسا درجہ حاصل ہے لیکن افغان معاشرے میں خواتین تعلیم اور انتخاب کے حق سے محروم ہیں۔ انہیں جسمانی طور پر سزا دی جاتی ہے اور یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کیا جاتا ہے۔ اسلام بالکل بھی ایسا نہیں ہے یہ سب افغانستان میں رائج ثقافت اور روایات کے باعث ہے۔"

وہ مزید بیان کرتی ہیں کہ "وہ چاہتی ہے کہ ان کے خواب اور خواہشات حقیقت کا روپ دھاریں اور وہ اپنی تعلیم مکمل کریں۔ ڈاکٹر بنیں اور اپنے شوہر کا انتخاب خود کریں۔ انہوں نے کہا کہ مردوں کی خواہشات کا پابند رہنا قبائلی روایات کی ایک مکروہ ثقافت ہے جو آج کے ہمارے حالات کے مطابق نہیں ہے۔ یہ روایات جنسی طور پر خواتین کو بدنام کرتی ہیں اور مردوں کو یہ حق دیتی ہیں کہ وہ جب چاہیں خواتین کا جنسی استحصال کریں۔"

اب ایک مسلمان بچی کو اس حد تک جانے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ ثقافت، تہذیب اور معاشرہ سے بغاوت کا یہ پہلو اس لئے سامنے آیا ہے کہ مسلمان خود قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ انہیں خود قرآن کے معانی سمجھنے میں دقت ہے وہ خود نہ سمجھتے ہیں اور نہ دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں۔ پھر بھی کہتے ہیں کہ ہمیں کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید کا صرف ہونا ہی تو کافی نہیں۔ اسی وجہ سے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ آپ نے حکم و عدل بن کر قرآن کریم کی صحیح تشریح فرمائی ہے جو قرآن کا عین منشاء ہے اور آنحضرتؐ کا اسوہ حسنہ ہے۔

**انڈیا ویسٹ** نے اپنی اشاعت 9 فروری 2007ء صفحہ C-34 پر ایک تصویر کے ساتھ ہماری خبر دی ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ "احمدیہ مسلم کمیونٹی کا وفد نئے چیف پولیس سے ملتا ہے۔" اور اس کی تفصیل بھی اخبار نے وہی دی ہے جو اس سے قبل دوسرے اخبارات میں گذر چکی ہے۔

پاکستان ایکسپریس اور پاکستان پوسٹ نے اپنی اشاعت 14 فروری 2007ء اور 16 فروری 2007ء میں اس عنوان سے خبر لگائی کہ سان ڈیاگو کیلیفورنیا میں

**"اسلام سمیت مختلف مذاہب کے درمیان خصوصی میٹنگ"**

مسلم کمیونٹی کی نمائندگی مسجد بیت الحمید کے امام سید شمشاد احمد ناصر نے کی، تمام مذاہب کے نمائندگان نے ایک دوسرے کے ادب و احترام پر زور دیا۔ بچے قطار در قطار مختلف مذاہب کے آسمانی صحائف اٹھائے حاضرین کے سامنے پیش ہوئے۔ 200 سے زائد افراد خصوصی تقریب میں شریک ہوئے۔

عیسائیت کی تنگ نظری اور تعصب کی مثالیں واضح ہیں، عیسائیوں کی جانب سے عیسائیت کی زیادتیوں کو معافی چاہتے ہیں۔ (پادری گلین لارسن)

اسلام وحدت کا سب سے اعلیٰ نمونہ پیش کرتا ہے، مسلمانوں کی طرح دیگر مذاہب کے لوگوں کا دفاع بھی ان کا فرض ہے۔

دونوں اخبارات نے 3-3 تصاویر بھی دی ہیں اور تفصیل قدرے وہی ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ لیکن دونوں اخبارات نے خاکسار کے حوالہ سے خاکسار کی تقریر کے درج ذیل نکات زیادہ پیش کئے۔ دونوں اخبارات نے لکھا۔

امام سید شمشاد احمد ناصر جو مسلمانوں کی نمائندگی کر رہے تھے نے تاریخی حوالوں سے واضح کیا کہ دیگر مذاہب کی وحدانیت اور امن کی تعلیمات کے چشمے کس قدر گدلے ہو گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تمام سچے مذاہب وحدت کی تعلیم کی توثیق کرتے ہیں۔ سوال صرف یہ ہے کہ کہاں اور کس حد تک؟

اکثر مذاہب خود کو یا تو نسلی کہلاتے ہیں یا علاقائی۔ ان کا مطلب صرف اس بات تک ہے کہ کس طرح وہ اپنے ممبران کے درمیان اتحاد اور وحدانیت کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں اور ان کی ترقی اور حفاظت کا سامان کرتے رہیں۔ عالمی مذاہب کی تاریخ میں اکثر یہی دیکھنے میں آتا ہے کہ مذاہب کے لوگوں کا دوسرے مذہب کے لوگوں سے زیادہ آمنا سامنا نہیں ہوتا تھا سوائے کاروبار یا جنگ کے زمانوں کے لہٰذا وحدت کا سوال اٹھنا بالکل بے وجہ تھا۔ امام شمشاد نے تاریخی حوالے سے بات کرنے کے بعد وحدت کے موضوع کو موجودہ زمانے کے حوالے سے بھی بیان کیا۔ انہوں نے کہا آجکل جبکہ مذاہب عالم کے ممبران دنیا کے ہر کونے میں جا بسے ہیں اس ضرورت کو جاننا، سمجھنا اور مختلف مذاہب کے ممبران کے

درمیان وحدت کی فضا کو قائم کرنا نہ صرف خوش آئند ہے بلکہ اب تو یہ زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا ہے۔ انہوں نے سمجھایا کہ یہ تو کوئی ایسی راز کی بات نہیں کہ اکثر مذاہب میں وحدت کی تعلیم کیوں فروغ نہ پائی۔ بات دراصل یہ ہے کہ ان مذاہب کا مطمح نظر صرف ان کے اپنے ہی ماننے والوں کی بھلائی تھی اور کسی سے مطلب نہ تھا لہٰذا ان مذاہب نے اس موضوع پر کچھ زیادہ زور نہ دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے مقابلہ میں قرآن نے یہ تعلیم دی ہے کہ اگر مسلمانوں کو اپنے دفاع میں جنگ بھی کرنا پڑے تو ایسے مواقع پر دوسرے مذاہب کے لوگوں کا دفاع کرنا بھی ان پر فرض کر دیا۔ امام شمشاد ناصر نے بیان کیا کہ مسلمانوں کے گھروں میں جب بچے پیدا ہوتے ہیں تو وہ ان کے نام دیگر نبیوں کے نام پر رکھتے ہیں۔ مثلاً موسیٰ، عیسیٰ، داؤد، ابراہیم، یعقوب، اسحاق وغیرہ۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ سب ان نبیوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں لیکن کوئی دوسرے مذہب والا یہ نہیں دکھا سکتا کہ انہوں نے محمدؐ کا نام اپنے بچوں کو دیا ہو۔ اس لئے اسلام ہی وہ سچا مذہب ہے جو سب کو اتحاد سکھاتا ہے۔ اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلام تو وحدت کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے اچھی وحدت قائم کرنے کی تعلیم اور کیا ہوسکتی ہے کہ قرآن کریم کی سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 285 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: یہ ہمارا نبی (محمدؐ) تو ہر اس بات پر ایمان رکھتا ہے جو اس پر نازل کی گئی اور مومن بھی (ایسا ہی کرتے ہیں) یہ سارے کے سارے اللہ پر (بھی) ایمان لاتے اور فرشتوں پر (بھی) اور (آسمانی) کتابوں پر (بھی) اور رسولوں پر (بھی) یہ ان میں سے کسی ایک رسول (سے دوسرے رسول کے) درمیان فرق نہیں کرتے۔ اور (یہ تو بس یہی) کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اے ہمارے رب تو ہمیں بخش دے اور (ہم نے) تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔

تقریب کے اختتام پر امام شمشاد نے کہا بین المذاہب وحدت صرف ایک دوسرے کو برداشت کرنے سے پیدا نہیں ہوتی، کسی کو برداشت کر لینے کا مقصد اس کی عزت کرنا نہیں ہوتا، بین المذاہب وحدت پیدا کرنے کے لئے ایک دوسرے کی خالص عزت کرنا ضروری ہے۔ آیئے ایک دوسرے کو اس باہمی کمی بیشی سے ہٹ کر دیکھیں جسے دوسرے ہمارے درمیان اختلاف پیدا کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ آیئے ذرا گہرائی میں دیکھیں تاکہ ہمیں خدا کی وحدانیت نظر آئے جو کہ ہر مذہب کی بنیاد ہے اور یہی وحدانیت ایک ''انسانیت'' کی طرف لے جاتی ہے۔

**اردو لنک** نے اپنی اشاعت 9 سے 15 فروری 2007ء صفحہ 6 دین کی باتوں کے تحت خاکسار کے مضمون بعنوان۔ **''اسلام میں عورت کی عظمت و احترام اور مغربی معاشرہ''** کی اگلی قسط۔ خاکسار کی تصویر اور کچھ خواتین کی تصاویر کے ساتھ جو دعائیں مانگ رہی ہیں شائع کی ہے۔

اس قسط میں خاکسار نے درج ذیل عناوین کو کور (سمیٹا) ہے۔

**بیٹی اور بہن** اس عنوان میں خاکسار نے بتایا کہ اسلام سے قبل عربوں میں بیٹی کی پیدائش کو ایک نحوست خیال کیا جاتا تھا۔ آنحضرتؐ جو رحمت للعالمین تھے آپ نے فرمایا: جس شخص کے ہاں کوئی لڑکی پیدا ہو پھر وہ اس کو زندہ درگور نہ کرے اور نہ ہی اپنے لڑکوں کو اس پر ترجیح دے تو اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

خاکسار نے ایک اور حدیث بھی لکھی کہ بچی کی پیدائش پر فرشتے کہتے ہیں اے گھر والو تم پر سلامتی ہو وہ اسے اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو اس بچی کی پرورش کرے گا قیامت تک خدا کی مدد اسکے شامل حال رہے گی۔ اور آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بچیاں جہنم سے ڈھال بن جائیں گی۔ بچیوں کی تربیت کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دینی چاہئے۔

آنحضرتؐ نے بیٹی والوں کو تسلی بھی دی کہ یہ لڑکیاں برکت ہیں۔ یہ لڑکیاں نعمت کے وقت شکر کرنے والی ہوتی ہیں۔ آنحضرتؐ اپنی بیٹی کے احترام میں اٹھ کر استقبال فرماتے تھے اور پیشانی پر بوسہ دیتے تھے۔ خاکسار نے ایک یہ نصیحت لکھی کہ جب اسلام نے بیٹی اور عورت کو اس قدر عزت دی ہے اور عظمت سے اس کا سر بلند کر دیا ہے تو اسے بھی چاہئے کہ وہ اس مقام کی حفاظت کرے اور اپنی ذمہ داریاں نبھائے۔

وہ رحمت عالم آتا ہے ترا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے، سب حق تیرے دلواتا ہے
بھیجو درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

آخر میں مسجد کا ایڈریس اور فون نمبر درج ہے۔

**ان لینڈ ڈیلی بلٹن** نے 16 فروری 2007ء صفحہ 11 کی اشاعت میں ہماری نصف سے زائد صفحہ پر خبر دی ہے۔ جس میں 3 تصاویر بھی ہیں۔ اس کا عنوان ہے کہ

مسلم نوجوانوں نے صحت کے بارے میں معلوماتی میٹنگ کا اہتمام کیا۔

اخبار لکھتا ہے کہ صحت عامہ مثلاً صفائی، ذیابیطس، کولیسٹرول اور موٹاپے کے بارے میں مسلم نوجوانوں کے زیر اہتمام ایک معلوماتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ امام شمشاد نے اپنے انٹرویو میں کہا کہ ہم لوگوں کو ان امور کے بارے میں واقفیت بہم پہنچانا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی صحت کی حفاظت کے لئے کیا کچھ بہتر رنگ میں کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ بہتر ہے کہ ہم اپنی صحت کا خیال رکھیں تا کہ بیماریوں سے محفوظ رہا جا سکے۔ اس موقع پر ڈاکٹروں کی ٹیم نے لیکچر بھی دیئے اور لوگوں کے سوالات کے جوابات کے ساتھ ان کا بلڈ پریشر اور آنکھوں کے ٹیسٹ بھی کئے۔ امام شمشاد نے کہا کہ جنرل پبلک اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے کیونکہ بعض اوقات کسی کے پاس ہیلتھ انشورنس بھی نہیں ہوتی۔ خبر کے آخر میں مسجد بیت الحمید کا نام، پتہ اور فون نمبر معلومات کے لئے درج کیا گیا ہے۔

اس خبر کے ساتھ 3 تصاویر بھی ہیں۔ ایک تصویر میں مکرم فلاح الدین صاحب اپنے خون کا عطیہ بھی دے رہے ہیں۔ ایک تصویر میں مکرم جمیل متین صاحب ہیلتھ کا پوسٹر اٹھائے ہوئے نظر آرہے ہیں اور تیسری تصویر میں مکرم محمد عبدالغفار صاحب کا معائنہ ہو رہا ہے۔

**ہفت روزہ اردو لنک** نے اپنی اشاعت 16 تا 22 فروری 2007ء صفحہ 2 اور صفحہ 8 پر 3 تصاویر کے ساتھ، بین المذاہب میٹنگ کی خبر تفصیل کے ساتھ دی ہے۔ یہ خبر دیگر اخبارات نے بھی دی ہے جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ 3 تصاویر کے نیچے اخبار نے یہ سرخی لکھی کہ سان ڈیاگو کیلیفورنیا میں ایک بین المذاہب میٹنگ کا انعقاد 21 جنوری کو کیا گیا جس میں دو سو (200) سے زائد افراد نے شرکت کی۔ اس موقع پر لی گئی چند تصاویر۔ ایک تصویر میں امام شمشاد ناصر تقریر کر رہے ہیں اور ایک میں دیگر مقررین تمام مذاہب سے اور ایک تصویر میں سامعین ہیں۔

**الاخبار** نے اپنی اشاعت 23 فروری 2007ء صفحہ 15 پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ 9 فروری 2007ء کا خلاصہ شائع کیا ہے۔ اخبار نے حضور انور کے خطبہ جمعہ کی تلاوت کی ہوئی آیت کریمہ (النحل:19) کو لکھا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیم جس کا سورہ فاتحہ میں بیان ہے یہ اللہ تعالیٰ کی تیسری صفت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ ''تیسری خوبی خدا تعالیٰ کی جو تیسرے درجہ کا احسان ہے رحیمیت ہے، جس کو سورۃ فاتحہ میں الرحیم کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے اور قرآن شریف کی اصطلاح کی رو سے خدا تعالیٰ رحیم اس حالت میں کہلاتا ہے جبکہ لوگوں کی دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کو قبول فرما کر آفات و بلاؤں اور تضیع اعمال سے ان کو محفوظ رکھتا ہے۔''

صفت رحیم نام کے اعتبار سے عام ہے اور اپنے اظہار کے لحاظ سے خاص ہے اور رحیم کی صفت مومنوں کے حوالہ سے ہی آتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا وَ کَانَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَحِیۡمًا۔ (الاحزاب:44)

حضور نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اس صفت سے یعنی ''رحیم'' اگر فیض اٹھانا ہے تو ہر انسان جو عقل اور شعور رکھتا ہے اپنی عاجزی و انکساری کو بڑھائے اور دعا اور تضرع کی طرف توجہ کرے۔ تکبر اور غرور اپنے اندر سے نکالو گے تبھی صفت رحیمیت سے فیض پاؤ گے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ''الرحیم'' یعنی وہ خدا نیک عملوں کی نیک تر جزا دیتا ہے اور کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اور اس کام کے لحاظ سے رحیم کہلاتا ہے اور یہ صفت رحیمیت کے نام سے موسوم ہے۔

اخبار نے لکھا کہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ میں صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ اور وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ بیان کرنے کے بعد فرمایا جو لوگ بھی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات حاصل کرنے کے لئے ہمیں استغفار اور اپنے اعمال کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحیمیت سے فائدہ اٹھائیں اور خدا تعالیٰ کے صالحین بندوں میں شامل ہوں جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ یہ نہیں کہ عمل کوئی نہ ہو اور توقع اللہ تعالیٰ سے پردہ

بقیہ صفحہ 12 پر

منور علی شاہد۔ جرمنی

# ڈاکٹر مارٹن لوتھر کنگ جونیئر، نسلی مساوات کا عظیم علمبردار

مارٹن لوتھر کنگ جونیئر کے انتقال کو نصف صدی سے زائد یعنی ترپن (53) سال بیت چکے ہیں لیکن اس کا نام تاریخ میں آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا، وہ صرف 39 سال زندہ رہے تھے، اگر تعلیم کا عرصہ بھی نکال دیا جائے تو باقی محدود وقت ہی بچتا ہے جس میں انہوں نے امریکہ کو بدل کر رکھ دیا تھا۔ ان کی وجہ شہرت انسانی حقوق، شہری حقوق اور نسلی مساوات کے میدان میں غیرمعمولی جدوجہد ہے۔ مارٹن لوتھر کنگ نے جس امریکی معاشرے میں آنکھ کھولی تھی وہاں ان دنوں نسلی امتیاز اور تعصب عروج پر تھا اور سفید فام امریکیوں کی اجارہ داری تھی اور سیاہ فام امریکیوں کو معاشرے میں نفرت کا سامنا تھا۔ سکولوں، تعلیمی اداروں میں سیا فاموں کے خلاف نفرت موجود تھی، کارخانوں، فیکٹریوں میں بدترین تعصب اور ظلم کا دور دورہ تھا۔ سفر کے دوران بسوں میں ان کے بیٹھنے پر یا تو پابندی تھی یا پھر پچھلی نشستوں پر بیٹھنا پڑتا تھا اور سیٹ نہ ہونے کی صورت میں ان کو اپنی سیٹ سفید فام مسافر کے لئے خالی کرنا ہوتی تھی۔ ایک بس کے سفر کے دوران سیٹ پر بیٹھی سیاہ فام خاتون نے سفید فام شہری کے لئے سیٹ خالی نہیں کی، جس پر اس کو گرفتار کرلیا گیا، اس واقعہ نے لوتھر کنگ کو میدان میں نکلنے اور تحریک چلانے پر مجبور کیا جو بعد میں ایک بڑی تحریک اور جنون میں تبدیل ہوتی گئی۔ وہ ایک امریکی پادری تھے جو 15 جنوری 1929 کو اٹلانٹا میں پیدا ہوئے تھے اور 4 اپریل 1968 کو قتل کردیئے

گئے تھے اس وقت ان کی عمر صرف 39 سال کی تھی۔ مارٹن لوتھر جونیئر کنگ نے پی ایچ ڈی کر رکھی تھی اور وہ بیک وقت ایک واعظ دان، مصنف، پاسٹر، انسان دوست، دانشور، امن اور انسانی حقوق کے علمبردار اور مثبت سیاست دان تھے 1955اور 1968 میں اپنے قتل ہونے تک وہ اپنی سوچ، کام اور تقاریر سے امریکی معاشرے میں مساوی برابری اور مساوی شہری حقوق کے راہنما کے طور پر شہرت پا چکے تھے۔ انہوں نے زندگی بھر جدوجہد کی اس کے نتیجہ میں دنیا کے بہترین اعزازات کے مستحق ٹھہرے تھے اور بعد از مرگ بھی ان کو اعزازات ملتے رہے، جو اعزازات ان کو ملے تھے ان میں ''انسانیت پسندی''، انسانی حقوق کا اقوام متحدہ کا ایوارڈ، صدارتی تمغہ آزادی، جواہرلعل نہرو ایوارڈ، گاندھی امن انعام، نوبل انعام (1964)، ٹائم سال کی شخصیت (1963)، اینسفیلڈ وولف بک ایوارڈز اور فیلو آف امریکن اکیڈمی آف آرٹ اینڈ سائینسز شامل ہیں۔ مارٹن لوتھر جونیئر کنگ نے تعصب سے بھرے امریکی معاشرے میں سیاہ فام امریکی شہریوں کے امریکہ میں یکساں حقوق اور نسلی مساوات کی حمایت میں جو لازوال جدوجہد کی تھی۔ اسی جدوجہد کے نتیجہ میں آج سیاہ فام نسل کے افراد امریکی صدر کے عہدہ سمیت دیگر اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے لگے ہیں جس کی ایک مثال بارک اوباما ہیں۔ آج امریکہ میں یکساں شہری حقوق کی موجودگی کا کریڈٹ مارٹن لوتھر کو جاتا ہے۔ 1963میں انہوں نے واشنگٹن کی جانب ایک تاریخی عوامی مارچ کیا تھا جہاں انہوں نے لنکن میموریل کے سامنے ڈھائی لاکھ کے جم غفیر کے سامنے ایک لازوال اور تاریخی تقریر کی تھی جس کا عنوان (I have a dream) ''میرا ایک خواب ہے'' کی جس نے ان کو ہمیشہ کیلئے زندہ و جاوید کردیا اس تقریر میں انہوں نے شہری و اقتصادی حقوق کا مطالبہ کرتے ہوئے تعلیمی اداروں اور دیگر اداروں میں ہرقسم کے تعصب کے خاتمہ اور کم سے کم اجرت 2 ڈالر کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں ریاستی اور

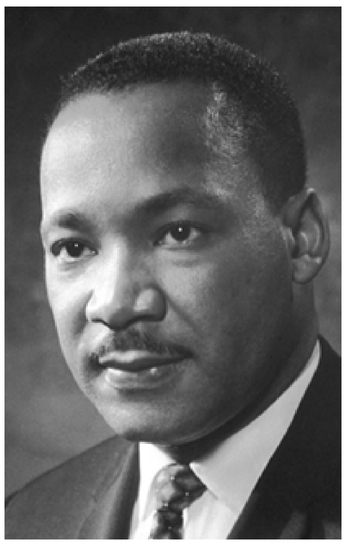

حکومتی پالیسیوں میں انقلابی اور مثبت تبدیلیاں رونما شروع ہوئیں اور اکتوبر 1964 میں ان کو نوبل پرائز دیا گیا تھا اسی سال امریکی صدر نے سیاہ فاموں کے خلاف ہرقسم کے امتیازات کے خلاف قوانین کے خاتمہ کا اعلان کرنے کی دستاویزات پر دستخط کئے۔ یہ مارٹن لوتھر کی فتح کا دن تھا۔

انہوں نے زندگی بھر امریکہ میں انسانی حقوق کی بالادستی اور یکساں شہری حقوق کے لئے آواز اٹھائی اور کامیاب مہم چلائی۔

مارٹن لوتھر کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اس کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر بھی تسلیم کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے یوم پیدائش پر ہرسال جنوری کے تیسرے سوموار کو امریکہ میں قومی تعطیل ہوتی ہے اور جوش وخروش سے یہ دن منایا جاتا ہے۔ مارٹن لوتھر کے اقوال زریں مختلف زبانوں میں اقوام کی نئی نسل کی ذہنی آبیاری کر رہے ہیں ان کے مشہور اقوال میں کچھ درج ذیل ہیں ''جھوٹ زندہ نہیں رہ سکتا''۔ ''محبت ہی وہ واحد قوت ہے جو دشمن کو دوست میں تبدیل کرسکتی ہے''۔ ''کہیں بھی ناانصافی ہر جگہ انصاف کے لئے خطرہ ہے''۔ ''صرف تاریکی ہی میں آپ تارے دیکھ سکتے ہیں''۔ ''عدم تشدد کا مطلب نہ صرف بیرونی جسمانی تشدد بلکہ روحانی اندرونی تشدد سے بھی گریز کرنا ہے''۔ اپنی زندگی کے آخری سالوں میں انہوں نے ویت نام جنگ اور غربت کے خلاف جدوجہد بھی شروع کر رکھی تھی۔ مارٹن لوتھر کے احترام کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج امریکہ کی سینکڑوں سڑکیں اس کے نام سے منسوب ہیں، بڑے بڑے ادارے، عمارتوں کو اس کے نام سے لکھا، پکارا جاتا ہے اور اس کی یاد میں تقریبات منعقد کی جاتی ہیں، ریلیاں نکالی جاتی ہیں جن میں اس کی جدوجہد کو سلام پیش کیا جاتا ہے۔ اقوام عالم اس کو ''نسلی مساوات'' کے حوالے سے ایک عالمی لیڈر اور دانشور کے طور پر تسلیم کرتی ہے۔

---

## بقیہ: وفات مسیح ناصری علیہ السلام...... از صفحہ 5

یسوع مسیح کی قبر کہتے ہیں۔ اس قبر میں کوئی دفن نہیں کیا گیا اور اس کا خالی ہونا یاد دلاتا ہے کہ مسیح زندہ ہے۔ اور حضرت محمدؐ مردہ ہیں۔ بتاؤ دونوں میں کون آپ کی مدد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ آپ مانتے ہیں کہ خداوند مسیح پھر آئے گا اور آپ کس کی آمد کا انتظار کر رہے ہو۔ یسوع مسیح خداوند ہے کسی نہ کسی روز آپ کو ضرور اس کے آگے گھٹنے ٹیکنے ہیں۔

(ملخص از ترجمہ اردو ''میزان الحق'' مؤلفہ پادری فینڈ 1839ء)

ایک پادری غلام مسیح پاسٹر انبالہ شہر چرچ نے اپنی کتاب ''مذہب اسلام'' میں نہایت بے باکی سے عقیدہ حیات مسیح کی بنیاد پر یہ دعویٰ کر دیا کہ در اصل خداوند یسوع مسیح ہی ختم المرسلین ہے۔ ایک اور پادری آر۔ اوس نے مسیح یا محمد نامی رسالہ میں یہاں تک لکھا کہ یسوع مسیح سب سے برتر اور خاتم المرسلین ہے اور اس کے وسیلہ سے نجات ہوسکتی ہے۔

(مسیح یا محمدؐ صفحہ 2 مطبوعہ 1900ء ناشر کرسچن لٹریچر سوسائٹی لدھیانہ)

یہ وہ زمانہ اور ماحول تھا۔ جب خدا نے اپنے محبوب اور پاک نبی حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عاشق صادق کو قادیان سے کھڑا کیا۔ جس نے قادیان کی غیرمعروف بستی سے یہ آواز بلند کی کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہوچکے ہیں۔ اور زندہ نبی تمام سلسلہ انبیاء میں صرف اور صرف حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ نے بانگ دہل اعلان فرمایا کہ

''اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق ومغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے۔ جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(تریاق القلوب صفحہ 7)

آپ نے فرمایا! ''...... پادریوں کی تکذیب انتہا تک پہنچ گئی تو خدا نے حجت محمدیہ پوری کرنے کے لئے مجھے بھیجا۔ اب کہاں ہیں وہ پادری تا میرے مقابل پر آویں۔ میں بے وقت نہیں آیا۔ میں اس وقت آیا کہ جب اسلام عیسائیوں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا۔ ۔۔۔۔۔ بھلا اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ یاد رکھو وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گذر گیا۔ اب وہ زمانہ آ گیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول محمد عربیؐ جس کو گالیاں دی گئیں جس کے نام کی بے عزتی کی گئی جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں۔ وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے۔ اس کے قبول میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا مگر آخر اسی رسول کو تاج عزت پہنایا گیا۔ اس کے غلاموں اور خادموں میں سے ایک میں ہوں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 273، 274)

آپ نے فرمایا! ''خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آ سکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن کو زندہ سمجھا جائے اس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو''

(کشتی نوح صفحہ 15)

پھر فرمایا! ''تم عیسیٰ کو مرنے دو اس میں اسلام کی حیات ہے ایسا ہی عیسیٰ موسوی کی بجائے عیسیٰ محمدی آنے دو کہ اس میں اسلام کی عظمت ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 458)

کاشف احمد

# اس وبا کا حسین پہلو

جب لوگ گھروں میں ہی رہنے لگے کتابیں پڑھ کر یا (آڈیو بکس) سن کر وقت گزارنے لگے ۔ آرام کرنے، ورزش کرنے، فن پارے تخلیق کرنے اور کھیلوں میں وقت صرف کرنا سیکھ گئے ۔ جینے کے نئے انداز اپنا لئے اور ٹھہر سے گئے .. دھیمے سے ہو کر مزید گہرائی میں جا کر سننے اور سمجھنے لگے. کچھ لوگ عبادت میں لگ گئے، دعاؤں میں مشغول ہو گئے اور کچھ رقص میں۔ کچھ کی اپنے ہی سائے سے ملاقات ہوئی اور سب ہی لوگ مختلف اور ہٹ کر سوچنے لگے۔

اس طرح پھر لوگوں کو شفاء حاصل ہونے لگی اور جب اس جہالت ، بد دماغی ، بے حسی، پتھر دلی اور سفاکی سے دنیا پاک ہوگئی تو زمین کو بھی شفاء نصیب ہوئی۔

اور آخر جب خطرہ ٹل گیا, لوگ آپس میں مل بیٹھنے لگے تو اپنے اپنے نقصانوں پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے زندگی گزارنے کے نئے اندازاور نئے تخیلات کے نقوش سے اپنے خوابوں کو سجانے لگے۔ پھر زندگی ایک بالکل اچھوتے انداز، نئی سوچ کے ساتھ رواں دواں ہوئی تو زمین مکمل شفایاب ہوگئی کیونکہ لوگ اس علاج کے بعد اب پوری طرح تمام نقصان دہ صحبتوں، عادات اور روحانی بیماریوں سے شفایاب ہو چکے تھے

جن حالات میں ہم آجکل رہ رہے ہیں، یعنی سن بیس سو بیس کی اس وبا کے دنوں میں ہمیں بہت واضح طور پر اکیلے پن تنہائی، معاشرتی دوری اور خلوت کے فرق کو سمجھ لینا ہوگا ورنہ ہم با آسانی ان کو آپس میں گڈ مڈ کر کے ایک ہی چیز سمجھ لیں گے۔

جہاں ہماری زبان نے ہمیں تنہائی جیسے لفظ سے روشناس کروا کر تکلیف دہ احساس کو جگایا ہے وہیں ایک اور لفظ ''خلوت'' بھی عطا کیا ہے جو اس کے معنی کو عظمت عطا کرتا ہے۔ یہ وہ خلوت ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام کو بلایا گیا اور پھر وہ خالق اپنے بندے، اپنے نبی سے طور سینا پر ہمکلام ہوا یہ وہی خلوت ہے جس کے نتیجے میں غارحرا میں آقائے دو جہاں ﷺ کو نبوّت کا عظیم مرتبہ اور پوری انسانیت کے لئے ہدایت کا سر چشمہ نازل ہوا۔

ان حالات میں کبھی کبھار مکمل علیحدگی کی ضرورت پڑ سکتی ہے مگر اس وقت بھی رابطے سے روکا نہیں جاتا۔ بات چیت پر کوئی پابندی نہیں کوئی آپکو ہمدردی کا اظہار کرنے ، دلجوئی، حوصلہ افزائی اور پیار سے پیش آنے سے نہیں روک سکتا۔ وہ سب کام جو آپ نے آج سے پہلے بس اس لئے موخر کئے رکھے کہ چلو یہ تو میرے اپنے گھر کے افراد ہی ہیں، ان سے کبھی بھی بات چیت ہوسکتی ہے، جذبات کا اظہار اور مل بیٹھ کر ایک دوسرے کے مشکلات اور ضروریات جانی جا سکتی ہیں، کچھ سیکھا سکھایا جا سکتا ہے، ایک دوسرے کی پسند ناپسند اور شخصیت کو سمجھنے کی کوشش کی جا سکتی ہے اور دوریاں مٹائی جا سکتی ہیں۔ فی الحال گھر سے باہر والوں سے یہ سب کر کے دیکھنا زیادہ ضروری ہے کیونکہ اس میں مزہ اور فائدہ زیادہ ہے۔ گھر والوں کو پھر کبھی دیکھ لیں گے۔ باس کو خوش نہ کیا تو ترقی کیسے ہوگی، گاہک ناراض ہوگیا تو کاروبار کیسے چلے گا۔ گھر والے تو انتظار اور صبر کر لیں گے اس لئے انکو پھر کبھی وقت دے لیں گے اور یہ ''پھر کبھی'' کبھی نہیں آئی یہاں تک کہ اب اس وبا نے مجبور کر دیا وہ سب کرنے کے لئے جو آج سے پہلے برائے نام ہی کیا تھا۔

شائد اسی لئے عجیب لگتا ہے اور اس لئے غلط فہمی کا شکار ہیں کہ ہم اکیلے رہ گئے کوئی بات کرنے کو نہیں نہ کوئی ڈھنگ کی سرگرمی میسر ہے۔ در اصل آدمی تنہائی کا شکار خود کو صرف اس لئے سمجھتا ہے جب اسے اس کی مرضی کے روابط اور تعلقات نہ مل رہے ہوں، جبکہ وہ در اصل تنہا نہیں ہوتا۔

ماہرین نفسیات اکیلے پن کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی رائے اور ضرورت کے مطابق بنائے ہوئے روابط اور تعلقات سے خود کو محروم سمجھتا ہے یا پھر یہ جب اس کے خیال سے یہ تعلقات اور روابط اس کی مرضی کی مقدار اور معیار کے نہیں رہتے تو وہ تنہائی کا شکار ہو جاتا ہے۔

دراصل وہ تنہا ہوتا نہیں خود پر یہ کیفیت طاری کر لیتا ہے ورنہ پھر لوگ محفل میں بھی خود کو تنہا محسوس نہ کرتے یہ دراصل خود سے خلوت میں ملاقات کا وقت ہے۔ اپنے اصل کی طرف لوٹ آنے کا وقت۔ خود شناسی جس کو مادی ترقی کی دوڑ میں کہیں پیچھے بھول آئے تھے اور خالص انسان جس کو ہم نیا نیا سا محسوس کرنے لگے ہیں جو دراصل نیا ہرگز نہیں بس اپنی اصل فطرت سلیم پر واپس قائم ہونے لگا ہے جس پر وہ پیدا ہوا تھا۔

یہ وبا دراصل تمام بنی نوع انسان کو خلوت کے ان رموز سے آشکار کرنے کے لئے آئی ہے جس سے آج کا انسان محظوظ ہونے سے محروم رہا۔ ان اعلیٰ لذات پر غور کرنے اور اختیار کرنے سے محروم رہا جن سے صرف فطرت سلیم پر فائز وہ اشرف المخلوقات لطف اندوز ہوتے ہیں جن کو وہ خالق پھر اپنے نبیوں، مجددین، صدیقین اور شہدا کا درجہ دیتا ہے اور اپنے عظیم انعامات سے نوازتا ہے۔

ہمیں احساس تنہائی سے اپنے پیاروں اور خود سے خلوت کے حصول کی لذت کا سفر اس بات پر غور کرنے سے شروع کرنا ہوگا کہ کیا وہ سب کچھ جو اب تک ہم ضروری خیال کرتے رہے کیا اس وبا کے آنے کے بعد واقعی ضروری رہ گیا ہے؟ اور وہ سب کچھ جو ہم دراصل ضروری تھا وہ وہ سب کر گزرنے پر کیا ہم اب تیار ہوئے بھی ہیں یا نہیں؟ یا پھر ہم اس وقت کے جیسے تیسے گزر جانے اور مصیبت کے ٹل جانے کے منتظر ہیں تا کہ واپس اسی پرانی روش اور طرز زندگی کی طرف لوٹ جائیں جس سے نجات دلانے کے لئے یہ وبا آئی ہے؟

# سانحہ ارتحال

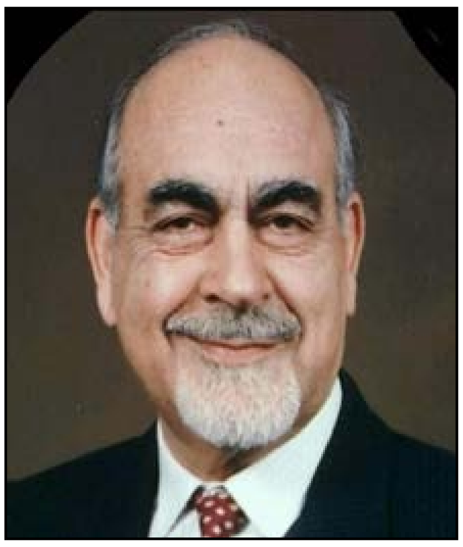

• مکرم ڈاکٹر عبد الباری امیر جماعت احمدیہ اسلام آباد یہ افسوس ناک اطلاع بھجواتے ہیں:

مورخہ 24دسمبر 2021 ء کو خاکسار کے والدمحترم کرنل ڈاکٹر محمد عبد الخالق۔ اسلام آباد میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کے سینئر ترین رکن تھے۔مرحوم کی عمر 97 برس تھی۔ انہیں پاک فوج میں مختلف جگہوں پر کام کرنے کا موقع ملا۔1974ء میں فوج سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے کر نصرت جہاں اسکیم کے تحت 1977ء سے 1980ء تک سیرالیون میں خدمات سرانجام دیں اور پھر 1992ء میں بخارا، سمرقند اور ازبکستان میں وقف عارضی کر کے خدمات سرانجام دیتے رہے۔

مرحوم کو 20 اکتوبر 1994 ء سے جون 2005 ء تک بطور فضل عمر ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر کے بھی مقبول خدمت کی توفیق ملی۔

علاوہ ازیں آپ کو اسلام آباد جماعت میں قاضی رہنے کا بھی موقع ملا۔ آپ کی تدفین 25 دسمبر 2021ء کو بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

ادارہ الفضل کی طرف سے پسماندگان تعزیت قبول کریں۔

حامد اقبال ۔شعبہ تاریخ جامعہ جرمنی

## قرآن سیمینار بعنوان
# ’’قرآنی سزاؤں کا فلسفہ‘‘

قرآن سیمینار

SAMI WA BASRI
JAMIA AHMADIYYA
DEUTSCHLAND

مؤرخہ 27 نومبر 2021 ءکو جامعہ احمدیہ جرمنی میں مجلس ارشاد کے تحت قرآن سیمینار کا انتظام کیا گیا۔اس پروگرام لئے مکرم امتیاز شاہین صاحب مربی سلسلہ کو دعوت دی گئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جوعزیزم کبیرظہیر سنوری صاحب نے کی۔عزیزم راحیل احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ترنم سے پڑھا۔بعدازں مقرر مہمان نے ’’قرآنی سزاؤں کا فلسہ ‘‘کے موضوع پر طلباء سے خطاب کیا۔

آج کے دور میں اسلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ قرآنی سزائیں آج کے دور میں نافذ العمل نہیں۔آپ نے جسم کی مثال دیتے ہوئے سمجھایا کہ جس طرح اچھا کھانا کھانے سے صحت اچھی ہوتی ہے اور خراب کھانا کھانے سےصحت خراب ہو جاتی ہے یعنی غذا کا جسم پر اثر ہوتا ہے اور یہ چھوٹا نظام ہے اس سے آگے ترقی کر کے معاشرے اور حکومت کا نظام آتا ہے جس میں جزاسزا کا وجود لازم ہے۔

مزید بیان کیا کہ انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ جہاں تک حقوق اللہ کا سوال ہے تو اس کے متعلق جرائم کی سزا اللہ تعالیٰ آخرت میں دے گا لیکن حقوق العباد کے متعلق جرائم کی سزا اسی دنیا میں ملتی ہے۔

اسلام میں سزا دینے کے 2 اغراض ہیں۔1۔ افادیت یعنی کس چیز میں زیادہ فائدہ ہے۔سزادینے میں یا عفو میں۔2۔ انتقامی یعنی انتقام کے طور پر سزادہی۔

قرآن کریم میں 4 جرائم کی سزامقرر کی گئی ہے۔ زنا، بہتان، قتل، چوری۔ان چار جرائم سے معاشرے کی حفاظت مقصود ہے۔

آپ نے ذکر کیا کہ جرم کی تعریف کا پتہ ہونا بھی ضروری ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی شخص جہالت سے کوئی برائی کر بیٹھے مگر اس کے بعد توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔یعنی سزا کا دارو مدار نیت پر ہے جیسا کہ بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے۔

اسلام میں سزا دینے کا اصل مقصد اصلاح ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ایک خطبہ جمعہ میں یہی فرمایا کہ بعض دفعہ معاف کرنا نیکی بن جاتا ہے جس سے اصلاح ہوگئی لیکن بعض دفعہ معاف کرنا برائی بن جاتا ہے کہ غلطی کرنے والا اپنی غلطیوں پر اَور بھی شیر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ سزا دینا نیکی بن جاتا ہے۔ یہ اس شخص پر نیکی کرنا بھی ہے کیونکہ سزا کے ذریعہ سے اسے برائیوں سے روکنے کی کوشش کی جاتی ہے تا کہ وہ برائیوں سے بچ کر اپنی آئندہ زندگی کو برباد ہونے سے بچائے۔

(خطبہ جمعہ 22 جنوری 2016)

قران میں جن سزاؤں کا ذکر ہے اس حوالے سے آپ بیان کیا کہ زنا کے لئے 100 کوڑے مقرر ہیں۔ یہ ایک ایسا جرم ہے جو میاں بیوی کے تعلق کے علاوہ بچوں کی زندگی اور معاشرے کو برباد کر دیتا ہے۔ جرمنی میں 2020ء میں ایک سروے کیا گیا جس سے پتا چلا کہ ہر تیسرے شخص نے اپنے ساتھی کے ساتھ بے وفائی کی ہے جس کی وجہ سے طلاقوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔

قرآن کریم میں جہاں اس سز کا حکم دیا گیا ہے وہاں الزانی اور الزانیہ لکھا ہوا ہے یعنی ال کا اضافہ ہے یعنی ایک تخصیص ہے۔یعنی یہ سزا اس کے لئے ہے جو عادی زانی ہو یا اعلانیہ طور پر زنا کرے۔ یہ سزا اس وقت واجب ہو گی جب 4 گواہ موجود ہوں۔

دوسرا جرم بہتان لگانے کا ہے کہ اگر کوئی کسی پر بہتان باندھے مثلا مندرجہ بالا کیس میں تو اسے 80 کوڑے پڑیں گے۔

تیسرا جرم قتل ہے اس کے متعلق قرآن میں قصاص کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ ایک تو یہ کہ قاتل کا قتل ہونا ضروری ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ کل کو وہ کسی اور کو قتل کر دے۔ دوم یہ کہ مقتول کی فیملی میں جو بغض پیدا ہوجاتا ہے اس کا اس کے ذریعہ سے علاج ہو جاتا ہے۔

چوتھا جرم جس کی سزا قرآن نے بیان کی وہ چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔بعض کہہ دیتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اسے جیل میں ڈال دینا یا معاشرے سے نکال دینا۔ یہ بھی اس کے معانی بن سکتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ واقعی میں ہاتھ کاٹنا سزا ہے۔لیکن سزا کے لئے یہ شرط ہے کہ ہر شخص کی بنیادی ضروریات حکومت پوری کر رہی ہو۔ اس کے باوجود پھر بھی اگر کوئی چوری کرے تو سزا کا مستحق ہے۔قرآن کریم میں السارق کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ عادی چور مراد ہے۔

تقریر کے آخر پر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس پیش کیا جس میں آپ علیہ السلام نے حدیث الدنیا سجن للمؤمن کی تشریح یوں فرمائی کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مؤمن اپنے آپ کو شریعت کی حدود کے اندر ڈال دیتا ہے اور شروع میں تکلیف اٹھاتا ہے مگر رفتہ رفتہ اس سے ایسا انس پکڑتا ہے کہ وہی مقام اس کے لیے بہشت ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 509)

آخر پر دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

## شعراء (مرد حضرات) متوجہ ہوں

شعرائے کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنا کلام بھجواتے وقت اپنی تصویر بھی ساتھ بھجوائیں تا کلام کے ساتھ آویزاں کی جا سکے۔

فوٹو، ٹوپی کے ساتھ فرنٹ پوز میں ہو تو بہتر رہے گا۔

کان اللہ معکم

(ایڈیٹر)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے... از صفحہ 8

پوشی کی۔ اور پھر بدیوں پر اصرار نہیں ہونا چاہئے۔ توبہ کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔

فرمایا: اس زمانے میں ایک احمدی کو اس رحیم خدا کی رحیمیت سے حصہ لینے کے لئے اس طرح بھی سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمانیت کے صدقے احمدی گھرانوں میں پیدا کیا ہے یا نئے شامل ہونے والے جو لوگ ہیں ان کو، ان کی دعائیں قبول کرتے ہوئے اپنی رحیمیت کے صدقے احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کی توفیق دی۔ تو ان فضلوں اور نعمتوں کا تقاضا یہ ہے کہ ہم شکر گزاری کریں۔ اللہ اور اس کے رسول کی کامل اور مکمل اطاعت کریں۔ اعمال صالحہ بجالائیں۔ اس کی بخشش کے ہر وقت طلبگار رہیں۔ تمام دینی اور دنیوی نعمتوں کو اپنے سامنے رکھیں اور دیکھیں کہ کون سا فضل ہے جو اس نے ہم پر نہیں کیا۔ ہر طرح کے انعامات سے ہمیں نوازا ہے۔

اور پھر ہمیں یہ بھی راستہ دکھا دیا کہ میری بخشش مانگتے رہو۔ کیونکہ اس کے لئے استغفار بھی بہت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

رحیمیت میں ایک پردہ پوشی بھی ہے مگر اس پردہ پوشی سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی عمل ہو اور اس عمل کے متعلق کوئی کمی یا نقص رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحیمیت سے اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے، رحمانیت اور رحیمیت میں یہ فرق ہے کہ رحمانیت میں فعل اور عمل کو کوئی دخل نہیں ہوتا مگر رحیمیت میں فعل اور عمل کو دخل ہے لیکن کمزوری بھی ساتھ ہی ہے۔ خدا کا رحم چاہتا ہے کہ وہ پردہ پوشی کرے۔

آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ حوالہ بھی بیان فرمایا کہ

’’ایک بچہ جب بھوک سے بے تاب ہو کر دودھ کے لئے چلاتا اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے۔ بچہ دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن اس کی چیخیں دودھ کو کیونکر کھینچ کر لاتی ہیں۔ اس کا ہر ایک تجربہ ہے۔ تو کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہوں تو کچھ بھی نہیں کھینچ کر لاسکتیں؟‘‘

پس مانگنا انسان کا خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا۔ جو نہیں سمجھتا اور نہیں مانتا وہ جھوٹا ہے۔ بچہ کی مثال جو میں نے بیان کی ہے وہ دعا کی فلاسفی خوب حال کر کے دکھاتی ہے، رحمانیت اور رحیمیت دو نہیں ہیں۔ پس جو ایک کو چھوڑ کر دوسری کو چاہتا ہے اسے مل نہیں سکتا۔ رحمانیت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ہم میں رحیمیت کے فیض اٹھانے کی سکت پیدا کرے جو ایسا نہیں کرتا وہ کافر نعمت ہے۔

حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی صفت رحیمیت کا صحیح مفہوم اور ادراک عطا فرمائے اور اس کے فضل سے ہم اسے اپنی زندگیوں میں لاگو کرتے ہوئے اس پر مکمل عمل کرنے والے بنیں۔ خطبہ کے آخر میں مسجد بیت الحمید کی تصویر اور ویب سائٹ درج ہے۔

**اردو لنک** نے اپنی اشاعت 16 تا 22 فروری 2007ء صفحہ 6 پر خاکسار کے مضمون بعنوان ’’اسلام میں عورت کی عظمت و احترام اور مغربی معاشرہ‘‘ کی قسط نمبر 8 مع تصویر کے شائع کی۔

خاکسار نے اس قسط میں یہ بتایا کہ ’’اسلام میں شادی‘‘ کی کیا اہمیت ہے کیونکہ میاں بیوی معاشرہ کا ایک اہم ستون اور بنیادی حصہ ہیں۔ اس ضمن میں سورۃ النساء کی پہلی آیت مع ترجمہ بھی لکھی گئی اور بتایا کہ یہ آیت ان آیات میں سے ہے جن کی تلاوت بوقت اعلان نکاح کیا جاتا ہے اور اس آیت میں تقویٰ کے بارے میں تعلیم دی گئی ہے اور ان آیات میں تقویٰ کا ذکر پانچ مرتبہ آیا ہے جو اعلان نکاح کے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ پھر تقویٰ کی تشریح اور اہمیت کو بیان کیا گیا ہے اور یہ شعر بھی لکھا گیا ہے کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

حضرت نبی کریمؐ کی یہ حدیث بھی درج کی گئی ہے کہ ’’عورتوں کی بھلائی اور خیر خواہی کا خیال/لحاظ رکھو‘‘۔ خاکسار نے اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ نصیحت بھی درج کی ہے:

’’تم ماتحتوں اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اسی کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے۔‘‘ اس کے بعد خاکسار نے چند آیات قرآنی مع ترجمہ لکھیں جن میں اللہ تعالیٰ نے بیویوں سے حسن سلوک، مروت اور احسان کے طور پر ان سے سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔ مثلاً سورۃ النساء آیت 20 اور اس آیت کریمہ سے 5 اہم نقاط کی تشریح بھی بیان کی گئی ہے۔ مضمون کے آخر میں مسجد بیت الحمید کا ایڈریس اور فون نمبر درج ہے۔

(باقی آئندہ بدھ ان شاء اللہ)

## چھوٹی مگر سبق آموز بات

### بچوں کی صحیح تربیت

بچوں کی پرورش کرنا کوئی بڑا کام نہیں۔ جانور اور پرندے بھی بڑے بہتر انداز میں یہ کام صدیوں سے کرتے آرہے ہیں۔ بڑا کام بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کرنا ہے۔ صحیح رنگ میں تربیت دعا، توجہ، اور وقت کا تقاضا کرتی ہے۔

یہ فیضان نظر تھا یا مکتب کی کرامت
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

مرسلہ: محمد عمر تیاپوری، انڈیا

| 11 جنوری 2022ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | | 05:40 | 17:56 |
| مدینہ منورہ | 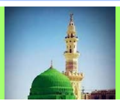 | 05:45 | 17:52 |
| قادیان | | 06:03 | 17:43 |
| ربوہ | | 05:43 | 17:23 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 06:34 | 16:19 |

## فقہی کارنر

### بدامنی کی جگہ پر احمدیوں کا کردار

ایک جگہ سے چند احمدیوں کا ایک خط حضرت (مسیح موعود علیہ السلام) کی خدمت میں پہنچا کہ اس جگہ بدامنی ہے لوگ آپس میں ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں۔ کوئی پرسان نہیں۔ چند ملاں ہم کو قتل کرنا چاہتے ہیں کیا آپ کی اجازت ہے کہ ہم بھی ان کو قتل کرنے کی کوشش کریں؟

حضرت (مسیح موعود علیہ السلام) نے فرمایا:

ایسا مت کرو۔ ہر طرح سے اپنی حفاظت کرو لیکن خود کسی پر حملہ نہ کرو۔ تکالیف اٹھاؤ اور صبر کرو۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ تمہارے لئے کوئی انتظام احسن کر دے۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

(بدر 26 ستمبر 1907ء صفحہ 6)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)